U17726 19-12-09

Title - DEEWAN GHALIB - URDU.

creator - Mirza Asad ullah Khan Ghalib

Publisher - Matba Nizami (Kanpur).

Date - 1278 H

Pages - 100

Subjects - Ghalib - Dawaween.

دیوان غالب

مطبع نظامی کانپور ۱۲۷۸ھ
ناقص

یہ دیوان غالب کی زندگی میں چھپا تھا

[illegible]

R

23115

حاصلِ الفت نہ دیکھا جز شکستِ آرزو
دل بدل پیوستہ گویا یک لبِ افسوس تھا

۳۹ کیا کہوں بیماریِ غم کی فراغت کا بیان
جو کہ کھایا خونِ دل بی منتِ کیموس تھا

آئینہ دیکھ اپنا سا منہ لیکے رہ گئی
صاحب کو دل نہ دینی پہ کتنا غرور تھا

۴۰ قاصد کو اپنی ہاتھ سی گردن نہ ماریے
اوس کی خطا نہیں ہی یہ میرا قصور تھا

عرضِ نیازِ عشق کی قابل نہیں رہا
جس دل پہ ناز تھا مجھی وہ دل نہیں رہا

جاتا ہون داغِ حسرتِ ہستی لیی ہوی
ہون شمعِ کشتہ درخورِ محفل نہیں رہا

مرنی کی ای دل اور ہی تدبیر کر کہ مین
شایانِ دست و بازوی قاتل نہیں رہا

بر روی شش جہت درِ آئینہ باز ہی
یان امتیازِ ناقص و کامل نہیں رہا

وا کر دیی ہین شوق نی بندِ نقابِ حسن
غیر از نگاہ اب کوئی حائل نہیں رہا

گو مین رہا رہینِ ستمہای روزگار
لیکن تری خیال سی غافل نہیں رہا

دل سی ہوای کشتِ وفا مٹ گئی کہ وان
حاصل سوای حسرتِ حاصل نہیں رہا

۴۱ بیدادِ عشق سی نہیں ڈرتا مگر اسد
جس دل پہ ناز تھا مجھی وہ دل نہیں رہا

رشک کہتا ہی کہ اوسکا غیر سی اخلاص حیف
عقل کہتی ہی کہ وہ بیمہر کس کا آشنا

ذرہ ذرہ ساغرِ میخانۂ نیرنگ ہی
گردشِ مجنون بچشمکہای لیلا آشنا

شوق ہی سامان طرازِ نازشِ اربابِ عجز
ذرہ صحرا دستگاہ و قطرہ دریا آشنا

مین اور اک آفت کا ٹکڑا وہ دلِ وحشی کہ ہی
عافیت کا دشمن اور آوارگی کا آشنا

شکوہ سنجِ رشکِ ہمدیگر نہ رہنا چاہیی
میرا زانو مونس اور آئینہ تیرا آشنا

کوہکن نقاشِ یک تمثالِ شیرین تھا اسد
سنگ سی سر مار کر ہووی نہ پیدا آشنا

۵۴۲

ذکر اوس پریوش کا اور پھر بیان اپنا
بن گیا رقیب آخر تھا جو رازدان اپنـ

مے وہ کیوں بہت پیتے بزم غیر میں یا رب
آج ہی ہوا منظور انکو امتحان آ

منظر اک بلندی پر اور ہم بنا سکتے
عرش سے ادھر ہوتا کاشکے مکان ا

دے وہ جسقدر ذلت ہم ہنسی میں ٹالینگے
بارے آشنا نکلا انکا پاسبان ا

درد دل لکھوں کب تک جاؤں انکو دکھلادوں
انگلیاں فگار اپنی خامہ خونچکان ا

گھستے گھستے مٹ جاتا آپنے عبث بدلا
ننگ سجدہ سے میرے سنگ آستان ا

تا کرے نہ غمازی کرلیا ہے دشمن کو
دوست کی شکایت میں ہمنے ہمزبان ا

۵۴۳

ہم کہاں کے دانا تھے ک[illegible] یکتا تھے
بے سبب ہوا غالب دشمن آسمان اپنا

سرمۂ مفت نظر ہوں مری قیمت یہ ہے
کہ رہے چشم خریدار پہ احسان میرا

۵۴۴

رخصت [illegible] مجھے دے کہ مبادا ظالم
تیرے چہرے سے ہو ظاہر غم پنہان میرا

غافل بوہم ناز خود آرا ہے ورنہ یاں
بے شانۂ صبا نہیں طرہ [illegible]

بزم قدح سے عیش تمنا نہ رکھہ کہ رنگ
صید ز دام جستہ ہے اس دامگاہ کا

رحمت اگر قبول کرے کیا بعید ہے
شرمندگی سے عذر نکرنا گناہ کا

مقتل کو کس نشاط سے جاتا ہوں میں کہ ہے
پر گل خیال زخم سے دامن نگاہ کا

۵۴۵

جان در ہوائے یک نگہ گرم ہے اسد
پروانہ ہے وکیل ترے دادخواہ کا

جور سے باز آئے پر باز آئیں کیا
[illegible] ھلائیں کیا

رات دن گردش میں ہیں سات آسمان
ہو [illegible] ہ کچھہ گھبرائیں کیا

لاگ ہو تو اسکو ہم سمجھیں لگاؤ
جب نہ ہو کچھہ بھی تو دھوکا کھائیں کیا

ہولیے کیون نامہ بر کی ساتھ ساتھ
یارب اپنی خط کو ہم پہنچائین کیا

موج خون سر سی گذر ہی کیون نجائی
آستان یار سی اوٹھ جائین کیا

عمر بھر دیکھا کیا مرنی کی راہ
مرگئی پر دیکھیی دکھلائین کیا

۴۶ھ
پوچھتی ہین وہ کہ غالب کون ہی
کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائین کیا

لطافت بی کثافت جلوہ پیدا کر نہین سکتی
چمن زنگار ہی آئینۂ باد بہاری کا

۴۷ھ
حریف جوشش دریا نہین خودداری ساحل
جہان ساقی ہو تو باطل ہی دعوی ہوشیاری کا

عشرت قطرہ ہی دریا مین فنا ہو جانا
درد کا حد سی گزرنا ہی دوا ہو جانا

تجھسی قسمت مین مری صورت قفل ابجد
تھا لکھا بات کی بنتی ہی جدا ہو جانا

دل [illegible] کشمکش چارۂ زحمت مین تمام
مٹ گیا گھسنی مین اس عقدہ کا وا ہو جانا

[illegible] ہین محروم ہم اللہ اللہ
اسقدر دشمن ارباب وفا ہو جانا

[illegible]ف سی گریہ مبدل بدم سرد ہوا
باور آیا ہمین پانی کا ہوا ہو جانا

دل سی مٹنا تری انگشت حنائی کا خیال
ہوگیا گوشت سی ناخن کا جدا ہو جانا

ہی مجھی ابر بہاری کا برس کر کھلنا
روتی روتی غم فرقت مین فنا ہو جانا

گر نہین نکہت گل کو تری کوچہ کی ہوس
کیون ہی گرد رہ جولان صبا ہو جانا

تاکہ تجھپر کھلی اعجاز ہوای صیقل
دیکھہ برسات مین سبز آئینہ کا ہو جانا

بخشی ہی جلوۂ گل ذوق تماشا غالب
چشم کو چاہیی ہر رنگ مین وا ہو جانا

۴۸ھ
باب الباء

پھر ہوا وقت کہ ہو بال کشا موج شراب
دی بطِ مے کو دل و دستِ شنا موج شراب

پوچھ مت وجہ سیہ مستی ارباب چمن
سایۂ تاک مین ہوتی ہی ہوا موج شراب

جو ہوا غرقۂ می بخت رسا رکھتا ہی
سر سی گذری پہ بھی ہی بال ہما موج شراب

ہی یہ برسات وہ موسم کہ عجب کیا ہی اگر
موج ہستی کو کری فیض ہوا موج شراب

چار موج اوٹھتی ہی طوفان طرب سی ہر سو
موج گل موج شفق موج صبا موج شراب

جس قدر روح نباتی ہی جگر تشنۂ ناز
دی ہی تسکین بدم آب بقا موج شراب

بسکہ دوڑی ہی رگ تاک مین خون ہو ہو کر
شہپر رنگ سی ہی بال کشا موج شراب

موجۂ گل سی چراغان ہی گذرگاہ خیال
ہی تصور مین زبس جلوہ نما موج شراب

نشہ کی پردی مین ہی محو تماشای دماغ
بسکہ رکھتی ہی سر نشو و نما موج شراب

ایک عالم پہ ہین طوفانی کیفیت فصل
موجۂ سبزۂ نوخیز سی تا موج شراب

شرح ہنگامۂ ہستی ہی زہی موسم گل
رہبر قطرہ بدریا ہی خوشا موج شراب

ہوش اوڑتی ہین مری جلوۂ گل دیکھ اسد
پھر ہوا وقت کہ ہو بال کشا موج شراب

باب التاء

ق

افسوس کہ دیدان کا کیا رزق فلک نی
جن لوگون کی تھی درخور عقد گہر انگشت
کافی ہی نشانی تری چھلّی کا نہ دینا
خالی مجھی دکھلا کی بوقت سفر انگشت

ف

لکھتا ہون اسد سوزش دل سی سخن گرم
تا رکھ نہ سکی کوئی مری حرف پہ انگشت

رہا گر کوئی تا قیامت سلامت
پھر اک روز مرنا ہی حضرت سلامت
جگر کو مری عشق خونابہ مشرب
لکھی ہی خداوند نعمت سلامت

علی الرغمِ دشمن شہیدِ وفا ہون
مبارک مبارک سلامت سلامت

نہین گر سرو برگ ادراکِ معنی
تماشای نیرنگ صورت سلامت

۵۱

مند گئین کھولتی ہی کھولتی آنکھین غالب
یار لائی مری بالین پہ اوسی پر کس وقت

آمدِ خط سی ہوا ہی سرد جو بازارِ دوست
دودِ شمعِ کشتہ تھا شاید خطِ رخسارِ دوست

ای دلِ ناعاقبت اندیش ضبطِ شوق کر
کون لا سکتا ہی تابِ جلوۂ دیدارِ دوست

خانہ ویران سازیِ حیرت تماشا کیجیی
صورتِ نقشِ قدم ہون رفتۂ رفتارِ دوست

عشق مین بیدادِ رشکِ غیر نی مارا مجھی
کشتۂ دشمن ہون آخر گرچہ تھا بیمارِ دوست

چشمِ ما روشن کہ اوس بیدرد کا دل شاد ہی
دیدۂ پرخون ہمارا ساغرِ سرشارِ دوست

غیر یون کرتا ہی میری پرسش اوسکی ہجر مین
بی تکلف دوست ہو جیسی کوئی غمخوارِ دوست

[illegible]ین کہ ہی اسکی رسائی وان تلک
مجھکو دیتا ہی پیامِ وعدۂ دیدارِ دوست

[illegible]ا ہون اپنا شکوۂ ضعفِ دماغ
سر کری ہی وہ حدیثِ زلفِ عنبر بارِ دوست

چپکی چپکی مجھکو روتی دیکھہ پاتا ہی اگر
ہنسکی کرتا ہی بیانِ شوخیِ گفتارِ دوست

مہربانیہای دشمن کی شکایت کیجیی
یا بیان کیجیی سپاسِ لذتِ آزارِ دوست

یہ غزل اپنی مجھی جی سی پسند آتی ہی آپ
ہی ردیفِ شعر مین غالب ز بس تکرارِ دوست

۵۲ باب الجیم

گلشن مین بندوبست برنگِ دگر ہی آج
قمری کا طوق حلقۂ بیرونِ در ہی آج

آتا ہی ایک پارۂ دل ہر فغان کی ساتھہ
تارِ نفس کمندِ شکارِ اثر ہی آج

ای عافیت کنارہ کر ای انتظام چل
سیلاب گریہ درپی دیوار و در ہی آج

تو ہم مریض عشق کی بیمار دار ہین
اچھا اگر نہو تو مسیحا کا کیا علاج

۵۳ باب جیم فارسی

نفس نہ انجمن آرزو سی باہر کھینچ
اگر شراب نہین انتظار ساغر کھینچ

کمال گرمی سعی تلاش دید نپوچھ
برنگ خار مری آئینہ سی جوہر کھینچ

تجھی بہانۂ راحت ہی انتظار ای دل
کیا ہی کسنی اشارا کہ ناز بستر کھینچ

تری طرف ہی بہ حسرت نظارۂ نرگس
بکوری دل و چشم رقیب ساغر کھینچ

بہ نیم غمزہ ادا کر حق ودیعت ناز
نیام پردۂ زخم جگر سی خنجر کھینچ

مری قدح مین ہی صہبای آتش پنہان
بروی سفرہ کباب دل سمندر کھینچ

۵۴ باب الدال

حسن غمزی کی کشاکش سی چھٹا میری بعد
باری آرام سی ہین اہل جفا میری بعد

منصب شیفتگی کی کوئی قابل نرہا
ہوئی معزولی انداز و ادا میری بعد

شمع بجھتی ہی تو اوسمین سی دھوان اوٹھتا ہی
شعلۂ عشق سیہ پوش ہوا میری بعد

خون ہی دل خاک مین احوال بتان پر یعنی
ان کی ناخن ہوی محتاج حنا میری بعد

درخور عرض نہین جوہر بیداد کو جا
نگہ ناز ہی سرمہ سی خفا میری بعد

ہی جنون اہل جنون کی لیی آغوش وداع
چاک ہوتا ہی گریبان سی جدا میری بعد

کون ہوتا ہی حریف می مرد افگن عشق
ہی مکرر لب ساقی مین صلا میری بعد

غم سی مرتا ہون کہ اتنا نہین دنیا مین کوئی	کہ کری تعزیتِ مہر و وفا میری بعد
آئی ہی بیکسیِ عشق پہ رونا غالب	کسکے گھر جائیگا سیلابِ بلا میری بعد

۵۵ باب الراء

بلا سی ہین جو یہ پیشِ نظر در و دیوار	نگاہِ شوق کو ہین بال و پر در و دیوار
وفورِ اشک نی کاشانہ کا کیا یہ رنگ	کہ ہوگئی مری دیوار و در در و دیوار
نہین ہی سایہ کہ سنکر نویدِ مقدمِ یار	گئی ہین چند قدم پیشتر در و دیوار
ہوئی ہی کسقدر ارزانیِ می جلوہ	کہ مست ہی تری کوچی مین ہر در و دیوار
جو ہی تجھی سرِ سودای انتظار تو آ	کہ ہین دکانِ متاعِ نظر در و دیوار
ہجومِ گریہ کا سامان کب کیا مینی	کہ گر پڑی نہ مری پانون پہ در و دیوار
وہ آرہا مری ہمسایہ مین تو سایی سے	ہوی فدا در و دیوار پر در و دیوار
نظر مین کھٹکی ہی بن تیری گھر کی آبادی	ہمیشہ روتی ہین ہم دیکھکر در و دیوار
نہ پوچھ بیخودیِ عیشِ مقدمِ سیلاب	کہ ناچتی ہین پڑی سربسر در و دیوار

نہ کہہ کسی سی کہ غالب نہین زمانہ مین
حریفِ رازِ محبت مگر در و دیوار

۵۶

گھر جب بنالیا تری در پر کہی بغیر	جانیگا اب بھی تو نہ مرا گھر کہی بغیر
کہتی ہین جب رہی نہ مجھی طاقتِ سخن	جانون کسی کی دلکی مین کیونکر کہی بغیر
کام اوس سی آپڑا ہی کہ جسکا جہان مین	لیوی نہ کوئی نام ستمگر کہی بغیر
جی مین ہی کچھہ نہین ہی ہماری وگرنہ ہم	سر جائی یا رہی نہ رہین پر کہی بغیر
چھوڑونگا مین نہ اوس بتِ کافر کا پوجنا	چھوڑی نہ خلق گو مجھی کافر کہی بغیر
مقصد ہی ناز و غمزہ ولی گفتگو مین کام	چلتا نہین ہی دشنہ و خنجر کہی بغیر

ہر چند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو | بنتی نہین ہے بادہ و ساغر کہی بغیر
بہرا ہون مین تو چاہیی دونا ہو التفات | سنتا نہین ہون بات مکرر کہی بغیر

غالب نہ کر حضور مین تو بار بار عرض
ظاہر ہے تیرا حال سب اونپر کہی بغیر

کیون جلگیا نہ تاب رخ یار دیکھکر | جلتا ہون اپنی طاقت دیدار دیکھکر
آتش پرست کہتی ہین اہل جہان مجھی | سرگرم نالہای شرر بار دیکھکر
کیا آبروی عشق جہان عام ہو جفا | رکتا ہون تمکو بی سبب آزار دیکھکر
آتا ہی میری قتل کو پر جوش رشک سی | مرتا ہون اوسکی ہاتہ مین تلوار دیکھکر
ثابت ہوا ہی گردن مینا پہ خون خلق | لرزی ہی موج می تری رفتار دیکھکر
واحسرتا کہ یار نی کہینچا ستم سی ہاتہ | ہمکو حریص لذت آزار دیکھکر
بکجاتی ہین ہم آپ متاع سخن کی ساتہ | لیکن عیار طبع خریدار دیکھکر
زنار باندہ سبحۂ صد دانہ توڑ ڈال | رہرو چلی ہی راہ کو ہموار دیکھکر
ان آبلون سی پانون کی گہبرا گیا تہا مین | جی خوش ہوا ہی راہ کو پرخار دیکھکر
کیا بدگمان ہی مجہسی کہ آئینہ مین مری | طوطی کا عکس سمجہی ہی زنگار دیکھکر
گرنی تہی ہم پہ برق تجلی نہ طور پر | دیتی ہین بادہ ظرف قدح خوار دیکھکر

سر پہوڑنا وہ غالب شوریدہ حال کا
یاد آگیا مجہی تری دیوار دیکھکر

لرزتا ہی مرا دل زحمت مہر درخشان پر | مین ہون وہ قطرۂ شبنم کہ ہو خار بیابان پر
نہ چہوڑی حضرت یوسف نی یہان بہی خانہ آرائی | سفیدی دیدۂ یعقوب کی پہرتی ہی زندان پر
فنا تعلیم درس بیخودی ہون اون زمانی سی | کہ مجنون لام الف لکہتا تہا دیوار دبستان پر
فراغت کسقدر رہتی مجہی تشویش مرہم سی | بہم گر صلح کرتی پارہای دل نمکدان پر

نہین اقلیم الفت مین کوئی طومار ناز ایسا
کہ پشت چشم سی جس کی نہووی مہر عنوان پر

مجھی اب دیکھکر ابر شفق آلودہ یاد آیا
کہ فرقت مین تری آتش برستی تھی گلستان پر

بجز پرواز شوق ناز کیا باقی رہا ہوگا
قیامت اک ہوای تند ہی خاک شہیدان پر

۵۹

نہ لڑ ناصح سی غالب کیا ہوا گر اوسنی شدت کی
ہمارا بھی تو آخر زور چلتا ہی گریبان پر

ہی بسکہ ہر اک اون کی اشارے مین نشان اور
کرتی ہین محبت تو گذرتا ہی گمان اور

یارب وہ نہ سمجھی ہین نہ سمجھین گی مری بات
دی اور دل اونکو جو نہ دی مجھکو زبان اور

ابرو سی ہی کیا اوس نگہ ناز کو پیوند
ہی تیر مقرر مگر اسکی ہی کمان اور

تم شہر مین ہو تو ہمین کیا غم جب اوٹھین گی
لی آئین گی بازار سی جاکر دل و جان اور

ہر چند سبکدست ہوی بت شکنی مین
ہم ہین تو ابھی راہ مین ہی سنگ گران اور

ہی خون جگر جوش مین دل کھول کی روتا
ہوتی جو کئی دیدۂ خونابہ فشان اور

ن آواز پہ ہر چند سر اوڑ جاے
جلاد کو لیکن وہ کہی جائین کہ ہان اور

ہی خورشید جہانتاب کا دھوکا
ہر روز دکھاتا ہون مین اک داغ نہان اور

لیتا نہ اگر دل تمھین دیتا کوئی دم چین
کرتا جو نہ مرتا کوئی دن آہ و فغان اور

پاتی نہین جب راہ تو چڑہ جاتی ہین نالی
رکتی ہی مری طبع تو ہوتی ہی روان اور

۶۰

ہین اور بھی دنیا مین سخنور بہت اچھے
کہتی ہین کہ غالب کا ہی انداز بیان اور

صفای حیرت آئینہ ہی سامان زنگ آخر
تغیر آب برجا ماندہ کا پاتا ہی رنگ آخر

۶۱

نہ کی سامان عیش و جاہ نی تدبیر وحشت کی
ہوا جام زمرد بھی مجھی داغ پلنگ آخر

جنون کی دستگیری کس سی ہو گر ہو نہ عریانی
گریبان چاک کا حق ہوگیا ہی میری گردن پر

برنگِ کاغذِ آتش زدہ نیرنگِ بیتابی
ہزار آئینہ دل باندہی ہی بالِ یک تپیدن پر

فلک سی ہمکو عیشِ رفتہ کا کیا کیا تقاضا ہی
متاعِ بردہ کو سمجھی ہوئی ہین قرض رہزن پر

ہم اور وہ بی سبب رنج آشنا دشمن کہ رکھتا ہی
شعاعِ مہر سی تہمت نگہ کی چشمِ روزن پر

فنا کو سونپ گر مشتاق ہی اپنی حقیقت کا
فروغِ طالعِ خاشاک ہی موقوف گلخن پر

اسد بسمل ہی کس انداز کا قاتل سی کہتا ہی
کہ مشقِ نازکر خونِ دو عالم میری گردن پر

٦٥

ستمکش مصلحت سی ہون کہ خوبان تجھپہ عاشق ہین
تکلف برطرف ملجای گا تجھسا رقیب آخر

لازم تہا کہ دیکھو مرا رستا کوئی دن اور
تنہا گئی کیون اب رہو تنہا کوئی دن اور

مٹ جائیگا سر گر ترا پتہر نہ گھسیگا
ہون در پہ تری ناصیہ فرسا کوئی دن اور

آئی ہو کل اور آج ہی کہتی ہو کہ جاؤن
مانا کہ ہمیشہ نہین اچہا کوئی دن اور

جاتی ہوی کہتی ہو قیامت کو ملینگی
کیا خوب قیامت کا ہی گویا کوئی دن اور

ہان ای فلکِ پیر جوان تہا ابہی عارف
کیا تیرا بگڑتا جو نہ مرتا کوئی دن اور

تم ماہِ شبِ چاردہم تہی مری گہر کی
پہر کیون نہ رہا گہر کا وہ نقشا کوئی دن اور

تم کون سی تہی ایسی کہری داد و ستد کی
کرتا ملک الموت تقاضا کوئی دن اور

مجہسی تمہین نفرت سہی نیر سی لڑائی
بچون کا بہی دیکہا نہ تماشا کوئی دن اور

گذری نہ بہرحال یہ مدت خوش و ناخوش
کرنا تہا جوانمرگ گذارا کوئی دن اور

٦٦

نادان ہو جو کہتی ہو کہ کیون جیتی ہین غالب
قسمت مین ہی مرنی کی تمنا کوئی دن اور

فارغ مجھی نہ جان کہ مانند صبح و مہر
ہی داغِ عشق زینتِ جیبِ کفن ہنوز

ہی نازِ مفلسان زرِ از دست رفتہ پر
ہون گلفروشِ شوخیِ داغِ کہن ہنوز

میخانۂ جگر مین یہان خاک بہی نہین
خمیازہ کھینچی ہی بتِ بیداد فن ہنوز

۵۶۴

حریف مطلب مشکل نہین فسون نیاز
دعا قبول ہو یارب کہ عمر خضر دراز

نہو بہرزہ بیابان نورد وہم وجود
ہنوز تیری تصور مین ہی نشیب و فراز

وصال جلوہ تماشا ہی پر دماغ کہان
کہ دیجی آینۂ انتظار کو پرداز

ہر ایک ذرۂ عاشق ہی آفتاب پرست
گئی نہ خاک ہوی پر ہوای جلوۂ ناز

نپوچہہ وسعت میخانۂ جنون غالب
جہان یہ کاسۂ گردون ہی ایک خاک انداز

۵۶۵

وسعت سعی کرم دیکہہ کہ سرتاسر خاک
گذری ہی آبلہ پا ابر گہربار ہنوز

یکقلم کاغذ آتش زدہ ہی صفحۂ دشت
نقش پا مین ہی تپ گرمی رفتار ہنوز

کیونکر اوس بت سی رکہون جان عزیز
کیا نہین ہی مجہے ایمان عزیز

دلسی نکلا پہ نہ نکلا دل سی
ہی تری تیر کا پیکان عزیز

تاب لائی ہی بنیگی غالب
واقعہ سخت ہی اور جان عزیز

۵۶۶

نہ گل نغمہ ہون نہ پردہ ساز
مین ہون اپنی شکست کی آواز

تو اور آرایش خم کاکل
مین اور اندیشہای دور دراز

لاف تمکین فریب سادہ دلی
ہم ہین اور رازہای سینہ گداز

ہون گرفتار الفت صیاد
ورنہ باقی ہی طاقت پرواز

وہ بہی دن ہو کہ اوس ستمگر سی
ناز کہینچون بجای حسرت ناز

نہین دلمین مری وہ قطرۂ خون
جس سی مژگان ہوئی نہو گلباز

ای ترا غمزہ یک قلم انگیز
ای ترا ظلم سربسر انداز

تو ہوا جلوہ گر مبارک ہو
ریزش سجدۂ جبین نیاز

مجکو پوچہا تو کچہہ غضب نہوا
مین غریب اور تو غریب نواز

اسد اللہ خان تمام ہوا
ای دریغا وہ رند شاہد باز

باب سین مہملہ ۵۶۷

مژدہ ہی ذوق اسیری کہ نظر آتا ہے / دام خالی قفس مرغ گرفتار کی پاس

جگر تشنۂ آزار تسلی نہ ہوا / جوی خون ہمنی بہائی بن ہر خار کی پاس

مند گئین کہولتی ہی کہولتی آنکھین ہی ہی / خوب وقت آئی تم اس عاشق بیمار کی پاس

مین بہی رک رک کی نہ مرتا جو زبان کی بدلی / دشنہ اک تیز سا ہوتا مری غمخوار کی پاس

دہن شیر مین جا بیٹھیی لیکن ای دل / نہ کہڑی ہوجیی خوبان دل آزار کی پاس

دیکہکر تجکو چمن بسکہ نمو کرتا ہے / خود بخود پہنچی ہی گل گوشۂ دستار کی پاس

مرگیا پہوڑکی سر غالب وحشی ہی ہی / بیٹہنا اوسکا وہ آکر تیری دیوار کی پاس

باب شین معجمہ ۵۶۸

نہ لیوی گر خس جوہر طراوت سبزۂ خط سی / لگادی خانۂ آئینہ مین روی نگار آتش

فروغ حسن سی ہوتی ہی حل مشکل عاشق / نہ نکلی شمع کی پاسی نکالی گر نہ خار آتش

باب عین مہملہ ۵۶۹

[illegible]

جادۂ رہ خور کو وقت شام ہی تار شعاع / چرخ وا کرتا ہی ماہ نو سی آغوش وداع

رخ نگار سی ہی سوز جاودانی شمع / ہوئی ہی آتش گل آب زندگانی شمع

زبان اہل زبان مین ہی مرگ خاموشی / یہ بات بزم مین روشن ہوئی زبانی شمع

کری ہی صرف بایمای شعلہ قصہ تمام / بطرز اہل فنا ہی فسانہ خوانی شمع

غم اسکو حسرت پروانہ کا ہی ای شعلہ / تری لرزنی سی ظاہر ہی ناتوانی شمع

تری خیال سی روح اہتزاز کرتی ہے — بجلوہ ریزی باد و بہ پر فشانی شمع
نشاط داغ غم عشق کی بہار نہ پوچھ — شگفتگی ہی شہید گل خزانی شمع
جلی ہی دیکھ کے بالین یار پر مجھکو — نکیون ہو دل پہ مری داغ بدگمانی شمع

لکھ باب الفا

ہم رقیب سی نہین کرتی وداع ہوش — مجبور یہان تلک ہوی ای اختیار حیف
جلتا ہی دل کہ کیون نہ ہم اکبار جل گئی — ای ناتمامی نفس شعلہ بار حیف

لکھ باب کاف تازی

زخم پر چھڑکین کہان طفلان بی پروا نمک — کیا مزا ہوتا اگر پتھر مین بھی ہوتا نمک
گرد راہ یار ہی سامان ناز زخم دل — ورنہ ہوتا ہی جہان مین کسقدر پیدا نمک
مجھکو ارزانی رہی تجھکو مبارک ہو جیو — نالۂ بلبل کا درد اور خندۂ گل کا نمک
شور جولان تھا کنار بحر پر کسکا کہ آج — گرد ساحل ہی بزخم موجۂ دریا نمک
داد دیتا ہی مری زخم جگر کی واہ واہ — یاد کرتا ہی مجھی دیکھی ہی وہ جس جا نمک
چھوڑ کر جانا تن مجروح عاشق حیف ہی — دل طلب کرتا ہی زخم اور مانگی ہین اعضا نمک
غیر کی منت نہ کھینچونگا پی توفیر درد — زخم مثل خندۂ قاتل ہی سرتاپا نمک

سکھ

یاد ہین غالب تجھی وہ دن کہ وجد ذوق مین
زخم سی گرتا تو مین پلکون سی چنتا تھا نمک

آہ کو چاہیی اک عمر اثر ہونی تک — کون جیتا ہی تری زلف کی سر ہونی تک
دام ہر موج مین ہی حلقۂ صد کام نہنگ — دیکھین کیا گذری ہی قطرہ پہ گہر ہونی تک
عاشقی صبر طلب اور تمنا بیتاب — دلکا کیا رنگ کرون خون جگر ہونی تک

ہم نی مانا کہ تغافل نہ کروگی لیکن — خاک ہو جائینگی ہم تمکو خبر ہونی تک
پرتو خور سی ہی شبنم کو فنا کی تعلیم — مین بھی ہون ایک عنایت کی نظر ہونی تک
یک نظر بیش نہین فرصت ہستی غافل — گرمی بزم ہی اک رقص شرر ہونی تک
غم ہستی کا اسد کس سی ہو جز مرگ علاج — شمع ہر رنگ مین جلتی ہی سحر ہونی تک

باب کاف فارسی

گر تجھکو ہی یقین اجابت دعا نہ مانگ — یعنی بغیر یک دل بی مدعا نہ مانگ
آتا ہی داغ حسرت دل کا شمار یاد — مجھسی مری گنہ کا حساب اى خدا نہ مانگ

باب اللام

ہی کس قدر ہلاک فریب وفای گل — بلبل کی کاروبار پہ ہین خندہ ہای گل
آزادی نسیم مبارک کہ ہر طرف — ٹوٹی پڑی ہین حلقہ دام ہوای گل
جو تھا سو موج رنگ کی دھوکی مین مرگیا — ای وای نالہ لب خونین نوای گل
خوشحال اوس حریف سیہ مست کا کہ جو — رکھتا ہو مثل سایہ گل سر بپای گل
ایجاد کرتی ہی اسی تیری لیی بہار — میرا رقیب ہی نفس عطر سای گل
شرمندہ رکھتی ہین مجھی باد بہار سی — مینای بی شراب و دل بی ہوای گل
سطوت سی تیری جلوہ حسن غیور کی — خون ہی مری نگاہ مین رنگ ادای گل
تیری ہی جلوہ کا ہی یہ دھوکا کہ آج تک — بی اختیار دوڑی ہی گل در قفای گل
غالب مجھی ہی اوس سی ہم آغوشی آرزو — جسکا خیال ہی گل جیب قبای گل

باب المیم

غم نہین ہوتا ہی آزادونکو بیش از یکنفس / برق سی کرتی ہین روشن شمع ماتم خانہ ہم

محفلین برہم کری ہی گنجفہ باز خیال / ہین ورق گردانی نیرنگ یک بتخانہ ہم

باوجود یکجہان ہنگامہ پیدائی نہین / ہین چراغان شبستان دل پروانہ ہم

ضعف سی ہی نی قناعت سی یہ ترک جستجو / ہین وبال تکیہ گاہ ہمت مردانہ ہم

دائم الحبس اس مین ہین لاکھون تمنائین اسد / جانتی ہین سینۂ پرخون کو زندان خانہ ہم

بنالہ حاصل دلبستگی فراہم کر / متاع خانۂ زنجیر جز صدا معلوم

ولہ

مجکو دیار غیر مین مارا وطن سی دور / رکھہ لی مری خدانی مری بیکسی کی شرم

وہ حلقہای زلف کمین مین ہین ای خدا / رکھہ لیجو میری دعوی وارستگی کی شرم

باب النون

ولہ

لون وام بخت خفتہ سی یک خواب خوش ولی / غالب یہ خوف ہی کہ کہان سی ادا کرون

وہ فراق اور وہ وصال کہان / وہ شب و روز و ماہ و سال کہان

فرصت کاروبار شوق کسی / ذوق نظارۂ جمال کہان

دل تو دل وہ دماغ بہی نرہا / شور سودای خط و خال کہان

تہی وہ ایک شخص کی تصور سی / اب وہ رعنائی خیال کہان

ایسا آسان نہین لہو رونا / دل مین طاقت جگر مین حال کہان

ہمسی چہوٹا قمارخانۂ عشق / وان جو جاوین گرہ مین مال کہان

فکر دنیا مین سر کہپاتا ہون / مین کہان اور یہ وبال کہان

٩٩

مضمحل ہو گئی قویٰ غالب
وہ عناصر مین اعتدال کہان

کی وفا ہمسی تو غیر اسکو جفا کہتی ہین
ہوتی آئی ہی کہ اچھون کو برا کہتی ہین

آج ہم اپنی پریشانی خاطر اون سی
کہنی جاتی تو ہین پر دیکھیی کیا کہتی ہین

اگلی وقتون کی ہین یہ لوگ انہین کچھہ نکہو
جو می و نغمہ کو اندوہ ربا کہتی ہین

دلمین آجای ہی ہوتی ہی جو فرصت غش سی
اور پہر کون سی نالہ کو رسا کہتی ہین

ہی پری سرحد ادراک سی اپنا مسجود
قبلہ کو اہل نظر قبلہ نما کہتی ہین

پای افگار پہ جب سی تجھی رحم آیا ہی
خار رہ کو تری ہم مہر گیا کہتی ہین

اک شرر دلمین ہی اوس سی کوئی گھبرائیگا کیا
آگ مطلوب ہی ہمکو جو ہوا کہتی ہین

دیکھیی لاتی ہی اوس شوخکی نخوت کیا رنگ
اوسکی ہر بات پہ ہم نام خدا کہتی ہین

١٠٠

وحشت و شیفتہ اب مرثیہ کہوین شاید
مر گیا غالب آشفتہ نوا کہتی ہین

آبرو کیا خاک اوس گل کی کہ گلشن مین نہین
ہی گریبان ننگ پیراہن جو دامن مین نہین

ضعف سی اگریہ کچھہ باقی مری تن مین نہین
رنگ ہوکر اوڑ گیا جو خون کہ دامن مین نہین

ہو گئی ہین جمع اجزای نگاہ آفتاب
ذری اوسکی گھر کی دیوارونکی روزن مین نہین

کیا کہون تاریکی زندان غم اندہیر ہی
پنبہ نور صبح سی کم جسکی روزن مین نہین

رونق ہستی ہی عشق خانہ ویران ساز سی
انجمن بی شمع ہی گر برق خرمن مین نہین

زخم سلوانی سی مجھپر چارہ جوئی کا ہی طعن
غیر سمجھا ہی کہ لذت زخم سوزن مین نہین

بسکہ ہین ہم اک بہار ناز کی ماری ہوئی
جلوہ گل کی سوا گرد اپنی مدفن مین نہین

قطرہ قطرہ اک ہیولی ہی نئی ناسور کا
خون ہی ذوق درد سی فارغ مری تن مین نہین

لیگئی ساقی کی نخوت قلزم آشامی مری
موج می کی آج رگ مینا کی گردن مین نہین

ہو فشار ضعف مین کیا ناتوانی کی نمود
قد کی جھکنی کی بھی گنجایش مری تن مین نہین

۸۱
تھی وطن مین شان کیا غالب کہ ہو غربت مین قدر
بی تکلف ہون وہ مشت خس کہ گلخن مین نہین

عہدی سی مدح ناز کی باہر نہ آسکا
گر اک ادا ہو تو اوسی اپنی قضا کہون

حلقی ہین چشمہای کشادہ بسوی دل
ہر تار زلف کو نگہ سرمہ سا کہون

مین اور صد ہزار نوای جگر خراش
تو اور ایک وہ نشنیدن کہ کیا کہون

۸۲
ظالم مری گمان سی مجھی منفعل نہ چاہ
ہی ہی خدا نکردہ تجھی بیوفا کہون

مہربان ہو کی بلا لو مجھی چاہو جسوقت
مین گیا وقت نہین ہون کہ پھر آبھی نسکون

ضعف مین طعنہ اغیار کا شکوہ کیا ہی
بات کچھ سر تو نہین ہی کہ اوٹھا بھی نسکون

۸۳
زہر ملتا ہی نہین مجھکو ستمگر ورنہ
کیا قسم ہی ترے ملنی کی کہ کھا بھی نسکون

ہم سی کھل جاؤ بوقت می پرستی ایکدن
ورنہ ہم چھیڑین گی رکھکر عذر مستی ایکدن

غرۂ اوج بنای عالم امکان نہو
اس بلندی کی نصیبون مین ہی پستی ایکدن

قرض کی پیتی تھی می لیکن سمجھتی تھی کہ ہان
رنگ لاوی گی ہماری فاقہ مستی ایکدن

نغمہای غمکو بھی ای دل غنیمت جانیی
بی صدا ہو جاییگا یہ ساز ہستی ایکدن

۸۴
دھول دھپا اوس سراپا ناز کا شیوہ نہین
ہم ہی کر بیٹھی تھی غالب پیش دستی ایکدن

ہم پر جفا سی ترک وفا کا گمان نہین
اک چھیڑ ہی وگرنہ مراد امتحان نہین

کس منہہ سی شکر کیجیی اس لطف خاص کا
پرسش ہی اور پای سخن درمیان نہین

ہمکو ستم عزیز ستمگر کو ہم عزیز
نامہربان نہین ہی اگر مہربان نہین

بوسہ نہین نہ دیجیی دشنام ہی سہی | آخر زبان تو رکھتی ہو تم گر دہان نہین

ہر چند جانگدازی قہر و عتاب ہی | ہر چند پشت گرمی تاب و توان نہین

جان مطرب ترانۂ ہل من مزید ہی | لب پردہ سنج زمزمۂ الامان نہین

خنجر سی چیر سینہ اگر دل نہو دو نیم | دل مین چھری چبھو مژہ گر خونچکان نہین

ہی ننگ سینہ دل اگر آتشکدہ نہو | ہی عار دل نفس اگر آذر فشان نہین

نقصان نہین جنون مین بلا سی ہو گھر خراب | سو گز زمین کی بدلی بیابان گران نہین

کہتی ہو کیا لکھا ہی تری سرنوشت مین | گویا جبین پہ سجدۂ بت کا نشان نہین

پاتا ہون اوس سی داد کچھ اپنی کلام کی | روح القدس اگرچہ مرا ہمزبان نہین

۵۵ جان ہی بہای بوسہ ولی کیون کہی ابھی
غالب کو جانتا ہی کہ وہ نیمجان نہین

مانع دشت نوردی کوئی تدبیر نہین | ایک چکر ہی مری پانو مین زنجیر نہین

شوق اوس دشت مین دوڑای ہی مجھکو کہ جہان | جادہ غیر از نگہ دیدۂ تصویر نہین

حسرت لذت آزار رہی جاتی ہی | جادۂ راہ وفا جز دم شمشیر نہین

رنج نومیدی جاوید گوارا رہیو | خوش ہون گر نالہ زبونی کش تاثیر نہین

سر کھجاتا ہی جہان زخم سر اچھا ہو جای | لذت سنگ باندازۂ تقریر نہین

جب کرم رخصت بیباکی و گستاخی دی | کوئی تقصیر بجز خجلت تقصیر نہین

۵۶ غالب اپنا یہ عقیدہ ہی بقول ناسخ
آپ بی بہرہ ہی جو معتقد میر نہین

مطلع

۵۷ مت مردمک دیدہ مین سمجھو یہ نگاہین
ہین جمع سویدای دل چشم مین آہین

مژگاں گریہ عاشق ہی دیکھا چاہیی ‏ ‏ کھل گئی مانند گل سو جا سی دیوار چمن

۸۹ الفت گل سی غلط ہی دعوی وارستگی
سرو ہی با وصف آزادی گرفتار چمن

عشق تاثیر سی نومید نہین ‏ ‏ جاں سپاری شجر بید نہین
سلطنت دست بدست آئی ہی ‏ ‏ جام می خاتم جمشید نہین
ہی تجلی تری سامان وجود ‏ ‏ ذرہ بی پرتو خورشید نہین
راز معشوق نہ رسوا ہو جای ‏ ‏ ورنہ مر جانی مین کچھ بھید نہین
گردش رنگ طرب سی ڈر ہی ‏ ‏ غم محرومی جاوید نہین

۹۰ کہتی ہین جیتی ہین امید پہ لوگ
ہمکو جینی کی بھی امید نہین

جہان تیرا نقش قدم دیکھتی ہین ‏ ‏ خیابان خیابان ارم دیکھتی ہین
دل آشفتگان خال کنج دہن کی ‏ ‏ سویدا مین سیر عدم دیکھتی ہین
تری سرو قامت سی اک قد آدم ‏ ‏ قیامت کی فتنی کو کم دیکھتی ہین
تماشا کہ ای محو آئینہ داری ‏ ‏ تجھی کس تمنا سی ہم دیکھتی ہین
سراغ تف نالہ لی داغ دل سی ‏ ‏ کہ شب رو کا نقش قدم دیکھتی ہین

۹۱ بنا کر فقیرون کا ہم بھیس غالب
تماشای اہل کرم دیکھتی ہین

ملتی ہی خوی یار سی نار التہاب مین ‏ ‏ کافر ہون گر نہ ملتی ہو راحت عذاب مین
کب سی ہون کیا بتاؤن جہان خراب مین ‏ ‏ شبہای ہجر کو بھی رکھون گر حساب مین
تا پھر نہ انتظار مین نیند آی عمر بھر ‏ ‏ آنیکا عہد کر گئی آئے جو خواب مین
قاصد کی آتی آتی خط اک اور لکھ رکھون ‏ ‏ مین جانتا ہون جو وہ لکھین گی جواب مین

مجہہ تک کب اون کی بزم مین آتا تہا دور جام
ساقی نی کچہہ ملا نہ دیا ہو شراب مین

جو منکر وفا ہو فریب اوسپہ کیا چلی
کیون بدگمان ہون دوست سی دشمن کی باب مین

مین مضطرب ہون وصل مین خوف رقیب سی
ڈالا ہی تمکو وہم نی کس پیچ و تاب مین

مین اور حظ وصل خدا ساز بات ہی
جان نذر دینی بہول گیا اضطراب مین

ہی تیوری چڑہی ہوئی اندر نقاب کی
ہی اک شکن پڑی ہوئی طرف نقاب مین

لاکہون لگاؤ ایک چرانا نگاہ کا
لاکہون بناؤ ایک بگڑنا عتاب مین

وہ نالہ دل مین خس کی برابر جگہہ نپای
جس نالہ سی شگاف پڑی آفتاب مین

وہ سحر مدعا طلبی مین نہ کام آے
جس سحر سی سفینہ روان ہو سراب مین

۹۲ **غالب** چہٹی شراب پر اب بہی کبہی کبہی
پیتا ہون روز ابر و شب ماہتاب مین

کل کی لیی کر آج نہ خست شراب مین
یہہ سوء ظن ہی ساقی کوثر کی باب مین

ہین آج کیون ذلیل کہ کل تک نتہی پسند
گستاخی فرشتہ ہماری جناب مین

جان کیون نکلنی لگتی ہی تن سی دم سماع
گر وہ صدا سمائی ہی چنگ و رباب مین

رو مین ہی رخش عمر کہان دیکہیی تہمکی
نی ہاتہ باگ پر ہی نہ پا ہی رکاب مین

اوتنا ہی مجکو اپنی حقیقت سی بعد ہی
جتنا کہ وہم غیر سی ہون پیچ و تاب مین

اصل شہود و شاہد و مشہود ایک ہی
حیران ہون پہر مشاہدہ ہی کس حساب مین

ہی مشتمل نمود صور پر وجود بحر
یان کیا دہرا ہی قطرہ و موج و حباب مین

شرم اک ادای ناز ہی اپنی ہی سی سہی
ہین کتنی بی حجاب کہ ہین یون حجاب مین

آرایش جمال سی فارغ نہین ہنوز
پیش نظر ہی آینہ دایم نقاب مین

ہی غیب غیب جسکو سمجہتی ہین ہم شہود
ہین خواب مین ہنوز جو جاگی ہین خواب مین

غالب ندیم دوست سی آتی ہی بوی دوست
مشغول حق ہون بندگی بوتراب مین

۹۳

حیران ہون دلکو روؤن کہ پیٹون جگر کو مین
مقدور ہو تو ساتھ رکھون نوحہ گر کو مین

چھوڑا نہ رشک نی کہ تری گھر کا نام لون
ہر اک سی پوچھتا ہون کہ جاؤن کدھر کو مین

جانا پڑا رقیب کی در پر ہزار بار
اے کاش جانتا نہ تری رہگذر کو مین

ہی کیا جو کس کی باندھیی میری بلا ڈرے
کیا جانتا نہین ہون تمہاری کمر کو مین

لو وہ بھی کہتی ہین کہ یہ بی ننگ و نام ہی
یہ جانتا اگر تو لٹاتا نہ گھر کو مین

چلتا ہون تھوڑی دور ہر اک تیز رو کی ساتھ
پہچانتا نہین ہون ابھی راہبر کو مین

خواہش کو احمقون نی پرستش دیا قرار
کیا پوجتا ہون اوس بت بیداد گر کو مین

پھر بیخودی مین بھول گیا راہ کوی یار
جاتا وگرنہ ایک دن اپنی خبر کو مین

اپنی پہ کر رہا ہون قیاس اہل دہر کا
سمجھا ہون دلپذیر متاع ہنر کو مین

۹۴

غالب خدا کری کہ سوار سمند ناز
دیکھون علی بہادر عالی گہر کو مین

ذکر میرا بہ بدی بھی اوسی منظور نہین
غیر کی بات بگڑ جای تو کچھ دور نہین

وعدہ سیر گلستان ہی خوشا طالع شوق
مژدہ قتل مقدر ہی جو مذکور نہین

شاہد ہستی مطلق کی کمر ہی عالم
لوگ کہتی ہین کہ ہی پر ہمین منظور نہین

قطرہ اپنا بھی حقیقت مین ہی دریا لیکن
ہمکو تقلید تنک ظرفی منصور نہین

حسرت ای ذوق خرابی کہ وہ طاقت نہ رہی
عشق پر عربدہ کی گون تن رنجور نہین

مین جو کہتا ہون کہ ہم لینگی قیامت مین تمہین
کس رعونت سی وہ کہتی ہین کہ ہم حور نہین

ظلم کر ظلم اگر لطف دریغ آتا ہو
تو تغافل مین کسی رنگ سی معذور نہین

صاف دردی کش پیمانہ جم ہین ہم لوگ
وای وہ بادہ کہ افشردہ انگور نہین

۹۵

ہون ظہوری کی مقابل مین خفائی غالب
میری دعوی پہ یہ حجت ہی کہ مشہور نہین

نالہ جز حسن طلب ای ستم ایجاد نہین
ہی تقاضای جفا شکوہ بیداد نہین

عشق و مزدوری عشرت گہ خسرو کیا خوب
ہمکو تسلیم نکونامی فرہاد نہین

کم نہین وہ بھی خرابی مین پہ وسعت معلوم
دشت مین ہی مجھی وہ عیش کہ گھر یاد نہین

اہل بینش کو ہی طوفان حوادث مکتب
لطمۂ موج کم از سیلی استاد نہین

وای محرومی تسلیم و بدا حال وفا
جانتا ہی کہ ہمین طاقت فریاد نہین

رنگ تمکین گل و لالہ پریشان کیون ہی
گر چراغان سر رہگذر باد نہین

سبد گل کی تلی بند کری ہی گلچین
مژدہ ای مرغ کہ گلزار مین صیاد نہین

نفی سی کرتی ہی اثبات تراوش گویا
دی ہی جای دہن اوسکو دم ایجاد نہین

کم نہین جلوہ گری مین تری کوچی سی بہشت
یہی نقشہ ہی ولی اسقدر آباد نہین

۹۶
کرتی کس مونہہ سی ہو غربت کی شکایت غالب
تمکو بیمہری یاران وطن یاد نہین

دونو جہان دیکی وہ سمجھی یہ خوش رہا
یان آپڑی یہ شرم کہ تکرار کیا کرین

تھک تھک کی ہر مقام پہ دو چار رہگئی
تیرا پتا نپائین تو ناچار کیا کرین

۹۷
کیا شمع کی نہین ہین ہوا خواہ اہل بزم
ہو غم ہی جانگداز تو غمخوار کیا کرین

ہوگئی ہی غیر کی شیرین بیانی کارگر
عشق کا اوسکو گمان ہم بیزبانون پر نہین

قیامت ہی کہ سن لیلی کا دشت قیس مین آنا
تعجب سی وہ بولا یون بھی ہوتا ہی زمانی مین

۹۸
دل نازک پہ اوسکی رحم آتا ہی مجھی غالب
نکر سرگرم اوس کافر کو الفت آزمانی مین

دل لگا کر لگ گیا اونکو بھی تنہا بیٹھنا
بارِی اپنی بیکسی کی ہمنی پائی داد یان

ہین زوال آمادہ اجزا آفرینش کی تمام
مہر گردون ہی چراغ رہگذار باد یان

یہ ہم جو ہجر مین دیوار و در کو دیکھتی ہین
کبھی صبا کو کبھی نامہ بر کو دیکھتی ہین

وہ آئی گھر مین ہماری خدا کی قدرت ہی
کبھی ہم اونکو کبھی اپنی گھر کو دیکھتی ہین

نظر لگی نہ کہین اوس کی دست و بازو کو
یہ لوگ کیون مری زخم جگر کو دیکھتی ہین

نتاہ
تری جواہر طرف کلہ کو کیا دیکھین
ہم اوج طالع لعل و گہر کو دیکھتی ہین

نہین کہ مجکو قیامت کا اعتقاد نہین
شب فراق سی روز جزا زیاد نہین

کوئی کہی کہ شب مہ مین کیا برائی ہی
بلا سی آج اگر دن کو ابر و باد نہین

جو آؤن سامنی اونکی تو مرحبا نکہین
جو جاؤن وان سی کہین کو تو خیر باد نہین

کبھی جو یاد بھی آتا ہون مین تو کہتی ہین
کہ آج بزم مین کچھ فتنہ و فساد نہین

علاوہ عید کی ملتی ہی اور دن بھی شراب
گدای کوچہ میخانہ نامراد نہین

جہان مین ہو غم و شادی بہم ہمین کیا کام
دیا ہی ہمکو خدا نی وہ دل کہ شاد نہین

اتاہ
تم اون کی وعدی کا ذکر اونسی کیون کرو غالب
یہ کیا کہ تم کہو اور وہ کہین کہ یاد نہین

تیری توسن کو صبا باندھتی ہین
ہم بھی مضمون کی ہوا باندھتی ہین

آہ کا کسنی اثر دیکھا ہی
ہم بھی اک اپنی ہوا باندھتی ہین

تیری فرصت کی مقابل ای عمر
برق کو پا بہ حنا باندھتی ہین

قید ہستی سی رہائی معلوم
اشک کو بی سر و پا باندھتی ہین

نشۂ رنگ سی ہی واشد گل
مست کب بند قبا باندھتی ہین

غلطیہای مضامین مت پوچھ
لوگ نالی کو رسا باندھتی ہین

اہل تدبیر کی واماندگیان
آبلون پر بھی حنا باندھتی ہین

سادہ پرکار ہین خوبان غالب
ہمسی پیمان وفا باندھتی ہین

[illegible]

زمانہ سخت کم آزار ہی بجان اسد
وگرنہ ہم تو توقع زیادہ رکہتی ہین

دائم پڑا ہوا تری در پر نہین ہون مین
خاک ایسی زندگی پہ کہ پتہر نہین ہون مین

کیون گردش مدام سی گہبرا نجای دل
انسان ہون پیالہ و ساغر نہین ہون مین

یارب زمانہ مجکو مٹاتا ہی کس لیے
لوح جہان پہ حرف مکرر نہین ہون مین

حد چاہیی سزا مین عقوبت کیواسطی
آخر گناہگار ہون کافر نہین ہون مین

کسواسطی عزیز نہین جانتی مجہی
لعل و زمرد و زر و گوہر نہین ہون مین

رکہتی ہو تم قدم مری آنکہون سی کیون دریغ
رتبہ مین مہر و ماہ سی کمتر نہین ہون مین

کرتی ہو مجکو منع قدمبوس کس لیی
کیا آسمان کی بہی برابر نہین ہون مین

[illegible]

غالب وظیفہ خوار ہو دو شاہ کو دعا
وہ دن گئی کہ کہتی تہی نوکر نہین ہون مین

سب کہان کچہہ لالہ و گل مین نمایان ہوگئین
خاک مین کیا صورتین ہونگی کہ پنہان ہوگئین

یاد تہین ہمکو بہی رنگا رنگ بزم آرائیان
لیکن اب نقش و نگار طاق نسیان ہوگئین

تہین بنات النعش گردون دنکو پردی مین نہان
شبکو انکی جی مین کیا آئی کہ عریان ہوگئین

قید مین یعقوب نی لی گو نہ یوسف کی خبر
لیکن آنکہین روزن دیوار زندان ہوگئین

سب رقیبون سی ہون ناخوش پر زنان مصر سی
ہی زلیخا خوش کہ محو ماہ کنعان ہوگئین

جوی خون آنکہون سی بہنی دو کہ ہی شام فراق
مین یہ سمجہونگا کہ شمعین دو فروزان ہوگئین

ان پریزادون سی لینگی خلد مین ہم انتقام
قدرت حق سی یہی حورین اگر وان ہوگئین

نیند اوسکی ہی دماغ اوسکا ہی راتین اوسکی ہین
تیری زلفین جسکی بازو پر پریشان ہوگئین

مین چمن مین کیا گیا گویا دبستان کہل گیا
بلبلین سنکر مری نالی غزلخوان ہوگئین

وہ نگاہین کیون ہوئی جاتی ہین یارب دلکی پار
جو مری کوتاہی قسمت سی مژگان ہوگئین

بسکہ روکا مینی اور سینہ مین ابھرین پی بہ پی
میری آہین بخیۂ چاک گریبان ہو گئین

وان گیا بھی مین تو انکی گالیون کا کیا جواب
یاد تھین جتنی دعائین صرف دربان ہو گئین

جانفزا ہی بادہ جس کی ہاتھ مین جام آگیا
سب لکیرین ہاتھ کی گویا رگ جان ہو گئین

ہم موحد ہین ہمارا کیش ہی ترک رسوم
ملتین جب مٹ گئین اجزای ایمان ہو گئین

رنج سی خوگر ہوا انسان تو مٹ جاتا ہی رنج
مشکلین مجھپر پڑین اتنی کہ آسان ہو گئین

۱۰۴
یونہی گر روتا رہا غالب تو ای اہل جہان
دیکھنا ان بستیون کو تم کہ ویران ہو گئین

دیوانگی سی دوش پہ زنار بھی نہین
یعنی ہماری جیب مین اک تار بھی نہین

دلکو نیاز حسرت دیدار کر چکی
دیکھا تو ہم مین طاقت دیدار بھی نہین

ملنا ترا اگر نہین آسان تو سہل ہی
دشوار تو یہی ہی کہ دشوار بھی نہین

بی عشق عمر کٹ نہین سکتی ہی اور یہان
طاقت بقدر لذت آزار بھی نہین

شوریدگی کی ہاتھ سی ہی سر وبال دوش
صحرا مین ای خدا کوئی دیوار بھی نہین

گنجایش عداوت اغیار یک طرف
یان دلمین ضعف سی ہوس یار بھی نہین

ڈر نالہای زار سی میری خدا کو مان
آخر نوای مرغ گرفتار بھی نہین

دلمین ہی یار کی صف مژگان سی روکشی
حال آنکہ طاقت خلش خار بھی نہین

اس سادگی پہ کون نہ مر جای ای خدا
لڑتی ہین اور ہاتھ مین تلوار بھی نہین

۱۰۵
دیکھا اسد کو خلوت و جلوت مین بارہا
دیوانہ گر نہین ہی تو ہشیار بھی نہین

نہین ہی زخم کوئی بخیہ کی درخور مری تن مین
ہوا ہی تار اشک یاس رشتہ چشم سوزن مین

ہوئی ہی مانع ذوق تماشا خانہ ویرانی
کف سیلاب باقی ہی برنگ پنبہ روزن مین

ودیعت خانۂ بیداد کاوشہای مژگان ہون
نگین نام شاہد ہی مری ہر قطرہ خون تن مین

بیان کس سی ہو ظلمت گستری میری شبستان کی
شب مہ ہو جو رکھدین پنبہ دیوارون کے روزن مین

نکوہش مانع بیربطی شور جنون آئی
ہوا ہی خندۂ احباب بخیہ جیب و دامن مین

ہوی اوس مہروش کی جلوۂ تمثال کی آگی
پر افشان جوہر آیینی مین مثل ذرہ روزن مین

نجانون نیک ہون یا بد ہون پر صحبت مخالف ہی
جو گل ہون تو ہون گلخن مین جو خس ہون تو ہون گلشن مین

ہزارون دل دیی جوش جنون عشق نی مجکو
سیہ ہوکر سویدا ہوگیا ہر قطرہ خون تن مین

مقطع
اسد زندانی تاثیر الفتہای خوبان ہون
خم دست نوازش ہوگیا ہی طوق گردن مین

مری جہان کی اپنی نظر مین خاک نہین
سوای خون جگر سو جگر مین خاک نہین

مگر غبار ہوی پر ہوا اوڑا لیجاے
وگرنہ تاب و توان بال و پر مین خاک نہین

یہ کس بہشت شمایل کی آمد آمد ہی
کہ غیر جلوۂ گل رہگذر مین خاک نہین

بھلا اوسی نسہی کچھ مجہی کو رحم آتا
اثر مری نفس بی اثر مین خاک نہین

خیال جلوۂ گل سی خراب ہین میکش
شرابخانہ کی دیوار و در مین خاک نہین

ہوا ہون عشق کی غارتگری سی شرمندہ
سوای حسرت تعمیر گھر مین خاک نہین

مقطع
ہماری شعر ہین اب صرف دل لگی کی اسد
کھلا کہ فائدہ عرض ہنر مین خاک نہین

دل ہی تو ہی نہ سنگ و خشت درد سی بھر نہ آی کیون
روئینگی ہم ہزار بار کوئی ہمین ستای کیون

دیر نہین حرم نہین در نہین آستان نہین
بیٹھی ہین رہگذر پہ ہم غیر ہمین اوٹھای کیون

جب وہ جمال دلفروز صورت مہر نیمروز
آپ ہی ہو نظارہ سوز پردہ مین منہ چھپای کیون

دشنۂ غمزہ جانستان ناوک ناز بی پناہ
تیرا ہی عکس رخ سہی سامنی تیری آی کیون

قید حیات و بند غم اصل مین دونون ایک ہین
موت سی پہلی آدمی غم سی نجات پای کیون

حسن اور اوسپہ حسن ظن رہ گئی بوالہوس کی شرم
اپنی پہ اعتماد ہی غیر کو آزمای کیون

واں وہ غرورِ عزّ و ناز یاں یہ حجابِ پاسِ وضع
راہ میں ہم ملیں کہاں بزم میں وہ بلائے کیوں

ہاں وہ نہیں خدا پرست جاؤ وہ بیوفا سہی
جسکو ہو دین و دل عزیز اوسکی گلی میں جائے کیوں

۱۰۸
غالبِ خستہ کے بغیر کونسے کام بند ہیں
روئیے زار زار کیا کیجیے ہائے ہائے کیوں

غنچۂ ناشگفتہ کو دور سے مت دکھا کہ یوں
بوسہ کو پوچھتا ہوں میں منہ سے مجھے بتا کہ یوں

پرسشِ طرزِ دلبری کیجیے کیا کہ بن کہے
اوسکے ہر اک اشارہ سے نکلے ہے یہ ادا کہ یوں

رات کے وقت مے پیے ساتھ رقیب کو لیے
آئے وہ یاں خدا کرے پر نہ کرے خدا کہ یوں

غیر سے رات کیا بنی یہ جو کہا تو دیکھیے
سامنے آن بیٹھنا اور یہ دیکھنا کہ یوں

بزم میں اوسکے روبرو کیوں نہ خموش بیٹھیے
اوسکی تو خامشی میں بھی ہے یہی مدعا کہ یوں

میں نے کہا کہ بزمِ ناز چاہیے غیر سے تہی
سنکے ستم ظریف نے مجھکو اوٹھا دیا کہ یوں

مجھ سے کہا جو یار نے جاتے ہیں ہوش کس طرح
دیکھکے میری بیخودی چلنے لگی ہوا کہ یوں

کب مجھے کوئے یار میں رہنے کی وضع یاد تھی
آئینہ دار بن گئی حیرتِ نقشِ پا کہ یوں

گر ترے دل میں ہو خیال وصل میں شوق کا زوال
موجِ محیطِ آب میں مارے ہے دست و پا کہ یوں

باب الواو

۱۰۹
جو یہ کہے کہ ریختہ کیونکہ ہو رشکِ فارسی
گفتۂ غالب ایکبار پڑھکے اوسے سنا کہ یوں

حسد سے دل اگر افسردہ ہے گرمِ تماشا ہو
کہ چشمِ تنگ شاید کثرتِ نظارہ سے وا ہو

بقدرِ حسرتِ دل چاہیے ذوقِ معاصی بھی
بھروں یک گوشۂ دامن گر آبِ ہفت دریا ہو

۱۱۰
اگر وہ سروِ قد گرمِ خرامِ ناز آ جاوے
کفِ ہر خاکِ گلشن شکلِ قمری نالہ فرسا ہو

کعبہ میں جا رہا تو نہ دو طعنہ کیا کہیں
بھولا ہوں حقِ صحبتِ اہلِ کنشت کو

طاعت میں تا رہے نہ مے و انگبیں کی لاگ
دوزخ میں ڈالدو کوئی لیکر بہشت کو

ہون منحرف نہ کیون رہ و رسم ثواب سی
ٹیڑھا لگا ہی قط قلم سرنوشت کو

۱۱۱
غالب کچھہ اپنی سعی سی لہنا نہین مجھی
خرمن جلی اگر نہ ملخ کھای کشت کو

وارستہ اس سی ہین کہ محبت ہی کیون نہو
کیجی ہماری ساتھہ عداوت ہی کیون نہو
چھوڑا نہ مجھہ مین ضعف نی رنگ اختلاط کا
ہی دلپہ بار نقش محبت ہی کیون نہو
ہی مجھکو تجھسی تذکرۂ غیر کا گلا
ہرچند بر سبیل شکایت ہی کیون نہو
پیدا ہوئی ہی کہتی ہین ہر درد کی دوا
یون ہو تو چارۂ غم الفت ہی کیون نہو
ڈالا نہ بیکسی نی کسی سی معاملہ
اپنی سی کھینچتا ہون خجالت ہی کیون نہو
ہی آدمی بجای خود اک محشر خیال
ہم انجمن سمجھتی ہین خلوت ہی کیون نہو
ہنگامۂ زبونی ہمت ہی انفعال
حاصل نکیجی دہر سی عبرت ہی کیون نہو
وارستگی بہانۂ بیگانگی نہین
اپنی سی کر نہ غیر سی وحشت ہی کیون نہو
مٹتا ہی فوت فرصت ہستی کا غم کوئی
عمر عزیز صرف عبادت ہی کیون نہو

۱۱۲
اوس فتنہ خو کی در سی اب اوٹھتی نہین اسد
اسمین ہماری سر پہ قیامت ہی کیون نہو

قفس مین ہون گر اچھا بھی نجانین میری شیونکو
مرا ہونا برا کیا ہی نوا سنجان گلشن کو
نہین گر ہمدمی آسان نہو یہ رشک کیا کم ہی
ندی ہوتی خدایا آرزوی دوست دشمن کو
نہ نکلا آنکھہ سی تیری اک آنسو اوس جراحت پہ
کیا سینی مین جسنی خونچکان مژگان سوزنکو
خدا شرمای ہاتھونکو کہ رکھتی ہین کشاکش مین
کبھی میری گریبانکو کبھی جانانکی دامنکو
ابھی ہم قتلگہ کا دیکھنا آسان سمجھتی ہین
نہین دیکھا شناور جوی خون مین تیری توسنکو
ہوا چرچا جو میری پانوکی زنجیر بننی کا
کیا بیتاب کانمین جنبش جوہر نی آہن کو
خوشی کیا کھیت پر میری اگر سو بار ابر آوی
سمجھتا ہون کہ ڈھونڈھی ہی ابھی سی برق خرمن کو

وفاداری بشرط استواری اصل ایمان ہی
مری بتخانہ مین تو کعبہ مین گاڑو برہمن کو

شہادت تہی مری قسمت مین جو دی تہی یہ خو مجکو
جہان تلوار کو دیکہا جہکا دیتا تہا گردن کو

نہ لٹتا دنکو تو کب رات کو یون بیخبر سوتا
رہا کہٹکا نہ چوری کا دعا دیتا ہون رہزن کو

سخن کیا کہہ نہین سکتی کہ جویا ہون جواہر کی
جگر کیا ہم نہین رکہتی کہ کہودین جاکی معدنکو

۱۱۳ مری شاہ سلیمان جاہ سی نسبت نہین غالب
فریدون و جم و کیخسرو و داراب و بہمن کو

دہوتا ہون جب مین پینی کو اوس سیمتن کی پانو
رکہتا ہی ضد سی کہینچ کی باہر لگن کی پانو

دی سادگی سی جان پڑون کوہکن کی پانو
ہیہات کیون نہ ٹوٹ گئی پیرزن کے پانو

بہاگی تہی ہم بہت سو اوسی کی سزا ہی یہ
ہوکر اسیر دابتی ہین راہزن کی پانو

مرہم کی جستجو مین پہرا ہون جو دور دور
تن سی سوا فگار ہین اس خستہ تن کی پانو

اللہ ری ذوق دشت نوردی کہ بعد مرگ
ہلتی ہین خود بخود مری اندر کفن کی پانو

ہی جوش گل بہار مین یان تک کہ ہر طرف
اوڑتی ہوی الجہتی ہین مرغ چمن کی پانو

شبکو کسی کی خواب مین آیا نہو کہین
دکہتی ہین آج اوس بت نازک بدن کی پانو

۱۱۴ غالب مری کلام مین کیونکر مزا نہو
پیتا ہون دہو کی خسرو شیرین سخن کی پانو

وہان اوسکو ہول دل ہی تو یہان مین ہون شرمسار
یعنی یہ میری آہ کی تاثیر سے نہو

۱۱۵ اپنی کو دیکہتا نہین ذوق ستم تو دیکہہ
آئینہ تاکہ دیدۂ نخچیر سی نہو

واں پہنچکر جو غش آتا پی ہم ہی ہمکو
صدرہ آہنگ زمین بوس قدم ہی ہمکو

دلکو مین اور مجہی دل محو وفا رکہتا ہی
کسقدر ذوق گرفتاری ہم ہی ہمکو

ضعف سی نقش پی مور ہی طوق گردن
تیری کوچی سی کہان طاقت رم ہی ہمکو

جان کر کیجے تغافل کہ کچھ امید بھی ہو
یہ نگاہِ غلط انداز تو سم ہے ہمکو

رشکِ ہم طرحی و دردِ اثرِ بانگِ حزیں
نالۂ مرغِ سحر تیغِ دو دم ہے ہمکو

سر اڑانے کے جو وعدے کو مکرر چاہا
ہنس کے بولے کہ ترے سر کی قسم ہے ہمکو

دل کے خوں کرنے کی کیا وجہ ولیکن ناچار
پاسِ بے رونقیِ دیدہ اہم ہے ہمکو

تم وہ نازک کہ خموشی کو فغاں کہتے ہو
ہم وہ عاجز کہ تغافل بھی ستم ہے ہمکو

لکھنؤ آنے کا باعث نہیں کھلتا یعنی
ہوسِ سیر و تماشا سو وہ کم ہے ہمکو

مقطعِ سلسلۂ شوق نہیں ہے یہ شہر
عزمِ سیرِ نجف و طوفِ حرم ہے ہمکو

۱۱۶
لیے جاتی ہے کہیں ایک توقع غالبؔ
جادۂ رہ کششِ کافِ کرم ہے ہمکو

تم جانو تمکو غیر سے جو رسم و راہ ہو
مجھکو بھی پوچھتے رہو تو کیا گناہ ہو

بچتے نہیں مواخذۂ روزِ حشر سے
قاتل اگر رقیب ہے تو تم گواہ ہو

کیا وہ بھی بے گنہ کش و حق ناشناس ہیں
مانا کہ تم بشر نہیں خورشید و ماہ ہو

ابھرا ہوا نقاب میں ہے انکے ایک تار
مرتا ہوں میں کہ یہ نہ کسی کی نگاہ ہو

جب میکدہ چھٹا تو پھر اب کیا جگہ کی قید
مسجد ہو مدرسہ ہو کوئی خانقاہ ہو

سنتے ہیں جو بہشت کی تعریف سب درست
لیکن خدا کرے وہ ترا جلوہ گاہ ہو

۱۱۷
غالبؔ بھی گر نہ ہو تو کچھ ایسا ضرر نہیں
دنیا ہو یا رب اور مرا بادشاہ ہو

گئی وہ بات کہ ہو گفتگو تو کیونکر ہو
کہے سے کچھ نہ ہوا پھر کہو تو کیونکر ہو

ہمارے ذہن میں اس فکر کا ہے نام وصال
کہ گر نہ ہو تو کہاں جائیں ہو تو کیونکر ہو

ادب ہے اور یہی کشمکش تو کیا کیجے
حیا ہے اور یہی گومگو تو کیونکر ہو

تمہیں کہو کہ گذارا صنم پرستوں کا
بتوں کی ہو اگر ایسی ہی خو تو کیونکر ہو

الجھتے ہو تم اگر دیکھتے ہو آئینہ / جو تم سے شہر مین ہون ایک دو تو کیونکر ہو

جسے نصیب ہو روز سیاہ میرا سا / وہ شخص دن نہ کہے رات کو تو کیونکر ہو

ہمین پھر اون سے امید اور اونہین ہماری قدر / ہماری بات ہی پوچھین نہ وہ تو کیونکر ہو

غلط نہ تھا ہمین خط پر گمان تسلی کا / نہ مانے دیدۂ دیدار جو تو کیونکر ہو

بتاؤ اوس مژہ کو دیکھکر کہ مجھکو قرار / یہ نیش ہو رگ جان مین فرو تو کیونکر ہو

۱۱۸ مجھے جنون نہین غالب ولی بقول حضور / فراق یار مین تسکین ہو تو کیونکر ہو

کسیکو دیکے دل کوئی نوا سنج فغان کیون ہو / نہ ہو جب دل ہی سینے مین تو پھر منہ مین زبان کیون ہو

وہ اپنی خو نہ چھوڑینگے ہم اپنی وضع کیون چھوڑین / سبک سر بنکے کیا پوچھین کہ ہمسے سرگران کیون ہو

کیا غمخوار نے رسوا لگے آگ اس محبت کو / نہ لاوے تاب جو غم کی وہ میرا رازدان کیون ہو

وفا کیسی کہان کا عشق جب سر پھوڑنا ٹھہرا / تو پھر اے سنگدل تیرا ہی سنگ آستان کیون ہو

قفس مین مجھسے روداد چمن کہتے نہ ڈر ہمدم / گری ہے جسپہ کل بجلی وہ میرا آشیان کیون ہو

یہ کہہ سکتے ہو ہم دل مین نہین ہین پر یہ بتلاؤ / کہ جب دل مین تمہین تم ہو تو آنکھون سے نہان کیون ہو

غلط ہے جذب دل کا شکوہ دیکھو جرم کسکا ہے / نہ کھینچو گر تم اپنے کو کشاکش درمیان کیون ہو

یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے / ہوئے تم دوست جسکے دشمن اوسکا آسمان کیون ہو

یہی ہے آزمانا تو ستانا کسکو کہتے ہین / عدو کے ہولیے جب تم تو میرا امتحان کیون ہو

کہا تم نے کہ کیون ہو غیر کے ملنے مین رسوائی / بجا کہتے ہو سچ کہتے ہو پھر کہیو کہ ہان کیون ہو

۱۱۹ نکالا چاہتا ہے کام کیا طعنون سے تو غالب / ترے بے مہر کہنے سے وہ تجھپر مہربان کیون ہو

رہیے اب ایسی جگہہ چلکر جہان کوئی نہو / ہم سخن کوئی نہو اور ہم زبان کوئی نہو

بے در و دیوار سا اک گھر بنایا چاہیے / کوئی ہمسایہ نہو اور پاسبان کوئی نہو

باب الهاء

پڑیئے گر بیمار تو کوئی نہو بیمار دار
اور اگر مرجائیے تو نوحہ خوان کوئی نہو

ن۱۲۰

از مہر تا بہ ذرہ دل و دل ہی آئینہ
طوطی کو شش جہت سی مقابل ہی آئینہ

ہی سبزہ زار ہر در و دیوار غمکدہ
جس کی بہار یہ ہو پہر اوسکی خزان نہ پوچھ

باب الیاء

ناچار بیکسی کی بہی حسرت اوٹہائیے
دشواری رہ و ستم ہمرہان نہ پوچھ

ل۱۲۱

صد جلوہ روبرو ہی جو مژگان اوٹہائیے
طاقت کہان کہ دید کا احسان اوٹہائیے

ہی سنگ پر برات معاش جنون عشق
یعنی ہنوز منت طفلان اوٹہائیے

دیوار بار منت مزدور سی ہی خم
ای خانمان خراب نہ احسان اوٹہائیے

یا میری زخم رشک کو رسوا نہ کیجیے
یا پردۂ تبسم پنہان اوٹہائیے

ت۱۲۲

مسجد کی زیر سایہ خرابات چاہیے
بہون پاس آنکہہ قبلۂ حاجات چاہیے

عاشق ہوی ہین آپ بہی اک اور شخص پر
آخر ستم کی کچہہ تو مکافات چاہیے

دی داد ای فلک دل حسرت پرست کی
ہان کچہہ نہ کچہہ تلافی مافات چاہیے

سیکہی ہین مہ رخون کی لیی ہم مصوری
تقریب کچہہ تو بہر ملاقات چاہیے

مے سی غرض نشاط ہی کس روسیاہ کو
اک گونہ بیخودی مجہی دن رات چاہیے

ہی رنگ لالہ و گل و نسرین جدا جدا
ہر رنگ مین بہار کا اثبات چاہیے

سر پای خم پہ چاہیے ہنگام بیخودی
رو سوی قبلہ وقت مناجات چاہیے

یعنی بحسب گردش پیمانۂ صفات
عارف ہمیشہ مست مے ذات چاہیے

نشو و نما ہی اصل سی غالب فروع کو
خاموشی ہی سی نکلی ہی جو بات چاہیے

ت۱۲۳

بساطِ عجز مین تہا ایکدل یکقطرہ خون وہ بہی
سو رہتا ہی باندازِ چکیدن سرنگون وہ بہی

رہی اوس شوخ سی آزردہ ہم چندی تکلف سی
تکلف برطرف تہا ایک اندازِ جنون وہ بہی

خیالِ مرگ کب تسکین دلِ آزردہ کو بخشی
مری دامِ تمنا مین ہی اک صیدِ زبون وہ بہی

نکرتا کاش نالہ مجھکو کیا معلوم تہا ہمدم
کہ ہوگا باعثِ افزائشِ دردِ درون وہ بہی

نہ اتنا برشِ تیغِ جفا پر ناز فرماؤ
مری دریای بیتابی مین ہی اک موجِ خون وہ بہی

میِ عشرت کی خواہش ساقیِ گردون سی کیا کیجی
لیی بیٹہا ہی اک دو چار جامِ واژگون وہ بہی

۱۲۴ مری دلمین ہی غالب شوقِ وصل و شکوۂ ہجران
خدا وہ دن کری جو اوس سی مین یہ بہی کہون وہ بہی

ہی بزمِ بتان مین سخن آزردہ لبون سی
تنگ آئی ہین ہم ایسی خوشامد طلبون سی

ہی دورِ قدح وجہِ پریشانیِ صہبا
یکبار لگادو خمِ می میری لبون سی

رندانِ درِ میکدہ گستاخ ہین زاہد
زنہار نہونا طرف ان بی ادبون سی

۱۲۵ بیدادِ وفا دیکہہ کہ جاتی رہی آخر
ہرچند مری جانکو تہا ربط لبون سی

تا ہمکو شکایت کی بہی باقی نہ رہی جا
سن لیتی ہین گو ذکر ہمارا نہین کرتی

غالب ترا احوال سنا دینگی ہم اون کو
وہ سن کی بلالین یہ اجارا نہین کرتی

۱۲۶ گہر مین تہا کیا کہ ترا غم اوسی غارت کرتا
وہ جو رکہتی تہی ہم اک حسرتِ تعمیر سو ہی

غمِ دنیا سی گر پائی بہی فرصت سر اوٹہانیکی
فلک کا دیکہنا تقریب تیری یاد آنیکی

کہلیگا کسطرح مضمون مری مکتوب کا یارب
قسم کہائی ہی اوس کافر نی کاغذ کی جلانیکی

لپٹنا پرنیان مین شعلۂ آتش کا آسان ہی
ولی مشکل ہی حکمت دلمین سوزِ غم چہپانیکی

او دہین منظور اپنی زخمیونکا دیکھ آنا تہا — اوٹھی تہی سیر گل کو دیکھنا شوخی بہانیکی
ہماری سادگی تہی التفاتِ ناز پر مرنا — ترا آنا نہ تہا ظالم مگر تمہید جانی کی
لگد کوبِ حوادث کا تحمل کر نہین سکتی — مری طاقت کہ ضامن تہی بتونکی ناز اوٹھانیکی

۱۲۷ کہون کیا خوبی اوضاع ابنای زمان غالب
بدی کی اوسنی جس سی ہمنی کی تہی بارہا نیکی

حاصل سی ہاتہ دہو بیٹہ ای آرزو خرامی — دل جوش گریہ مین ہی ڈوبی ہوئی اسامی

۱۲۸ اوس شمع کیطرح سی جس کو کوئی بجہا دے
مین بہی جلی ہوؤن مین ہون داغ ناتمامی

کیا تنگ ہم ستمزدگان کا جہان ہی — جس مین کہ ایک بیضۂ مور آسمان ہے
ہی کائنات کو حرکت تیری ذوق سی — پرتو سی آفتاب کی ذرہ مین جان ہے
حال آنکہ ہی یہ سیلی خارا سی لالہ رنگ — غافل کو میری شیشہ پہ می کا گمان ہے
کی اوسنی گرم سینۂ اہل ہوس مین جا — آوی نہ کیون پسند کہ ٹھنڈا مکان ہے
کیا خوب تمنی غیر کو بوسہ نہین دیا — بس چپ رہو ہمارے بہی منہ مین زبان ہے
بیٹہا ہی جو کہ سایۂ دیوار یار مین — فرمانروای کشور ہندوستان ہے
ہستی کا اعتبار بہی غم نی مٹا دیا — کس سی کہون کہ داغ جگر کا نشان ہے

۱۲۹ ہی بارے اعتماد وفاداری اسقدر
غالب ہم اسمین خوش ہین کہ نامہربان ہے

درد سی میری ہی تجکو بیقراری ہای ہای — کیا ہوئی ظالم تری غفلت شعاری ہای ہای
تیری دلمین گر نہ تہا آشوب غم کا حوصلہ — تونی پہر کیون کی تہی میری غمگساری ہای ہای
کیون مری غمخوارگی کا تجکو آیا تہا خیال — دشمنی اپنی تہی میری دوستداری ہای ہای
عمر بہر کا تونی پیمان وفا باندہا تو کیا — عمر کو بہی تو نہین ہی پائداری ہای ہای

زہر لگتی ہی مجہہ آب و ہوای زندگی
یعنی تجہسی تہی اسی ناسازگاری ہای ہای

گلفشانیہای ناز جلوہ کو کیا ہو گیا
خاک پر ہوتی ہی تیری لالہ کاری ہای ہای

شرم رسوائی سی جا چہپنا نقاب خاک مین
ختم ہی الفت کی تجہپر پردہ داری ہای ہای

خاک مین ناموس پیمان محبت مل گئی
اوٹہہ گئی دنیا سی راہ و رسم یاری ہای ہای

ہاتہہ ہی تیغ آزما کا کام سے جاتا رہا
دلپہ اک لگنی نپایا زخم کاری ہای ہای

کسطرح کاٹی کوئی شبہای تار برشگال
ہی نظر خو کردہ اختر شماری ہای ہای

گوش مہجور پیام و چشم محروم جمال
ایکدل تسپر یہ ناامیدواری ہای ہای

۱۳ عشق نی پکڑا نتہا غالب ابہی وحشت کا رنگ
رہگیا تہا دل مین جو کچہہ ذوق خواری ہای ہای

سرگشتگی مین عالم ہستی سی یاس ہی
تسکین کو دی نوید کہ مرنی کی آس ہی

لیتا نہین مری دل آوارہ کی خبر
ابتک وہ جانتا ہی کہ میری ہی پاس ہی

کیجی بیان سرور تب غم کہانتلک
ہر مو مری بدن پہ زبان سپاس ہی

ہی وہ غرور حسن سی بیگانۂ وفا
ہرچند اوسکی پاس دل حق شناس ہی

پی جسقدر ملی شب مہتاب مین شراب
اس بلغمی مزاج کو گرمی ہی راس ہی

۱۴ ہر اک مکان کو ہی مکین سی شرف اسد
مجنون جو مر گیا ہی تو جنگل اوداس ہی

گر خامشی سی فائدہ اخفای حال ہی
خوش ہون کہ میری بات سمجہنی محال ہی

کسکو سناؤن حسرت اظہار کا گلا
دل فرد جمع و خرچ زبانہای لال ہی

کس پردہ مین ہی آئینہ پرداز اے خدا
رحمت کہ عذر خواہ لب بی سوال ہی

ہی ہی خدا نخواستہ وہ اور دشمنی
ای شوق منفعل یہ تجہی کیا خیال ہی

مشکین لباس کعبہ علی کی قدم سی جان
ناف زمین ہی نہ کہ ناف غزال ہی

وحشت پہ میرے عرصۂ آفاق تنگ تھا — دریا زمین کو عرق انفعال ہے

۱۳۲ ہستی کی مت فریب مین آجائیو اسد
عالم تمام حلقۂ دام خیال ہے

تم اپنی شکوہ کی باتین نکھود کھود کی پوچھو — حذر کرو مری دل سی کہ اسمین آگ دبی ہی

۱۳۳ دلا یہ درد و الم بہی تو مغتنم ہی کہ آخر
نہ گریۂ سحری ہی نہ آہ نیم شبی ہے

ایکجا حرف وفا لکہا تہا سو بہی مٹ گیا — ظاہرا کاغذ تری خط کا غلط بردار ہی
جی جلی ذوق فنا کی ناتمامی پر نکیون — ہم نہین جلتی نفس ہرچند آتشبار ہی
آگ سی پانی مین بجہتی وقت اوٹہتی ہی صدا — ہر کوئی درماندگی مین نالہ سی ناچار ہی
ہی وہی بدمستی ہر ذرہ کا خود عذرخواہ — جسکی جلوی سی زمین تا آسمان سرشار ہی
مجہسی مت کہہ تو ہمین کہتا تہا اپنی زندگی — زندگی سی بہی مرا جی ان دنون بیزار ہی

آنکہہ کی تصویر سرنامہ پہ کہینچی ہی کہ تا
تجہہ پہ کہلجاوی کہ اسکو حسرت دیدار ہی

پینس مین گذرتی ہین جو کوچی سی وہ میری — کندہا بہی کہارونکو بدلنی نہین دیتی ۱۳۴

مری ہستی فضای حیرت آباد تمنا ہی — جسی کہتی ہین نالہ وہ اسی عالم کا عنقا ہی
خزان کیا فصل گل کہتی ہین کسکو کوئی موسم ہو — وہی ہم ہین قفس ہی اور ماتم بال و پر کا ہی
وفای دلبران ہی اتفاقی ورنہ ای ہمدم — اثر فریاد دلہای حزین کا کسنی دیکہا ہی

۱۳۵ نہ لائی شوخی اندیشہ تاب رنج نومیدی
کف افسوس ملنا عہد تجدید تمنا ہے

رحم کر ظالم کہ کیا بود چراغ کشتہ ہی — نبض بیمار وفا دود چراغ کشتہ ہے

ه ۱۳۶

دل لگی کی آرزو بی چین رکھتی ہی ہمین
ورنہ یان بیرونقی سود چراغ کشتہ ہی

چشم خوبان خامشی مین بھی نوا پرداز ہی
سرمہ تو کہوی کہ دود شعلہ آواز ہی

پیکر عشاق ساز طالع ناساز ہی
نالہ گویا گردش سیارہ کی آواز ہی

ه ۱۳۷

دستگاہ دیدہ خونبار مجنون دیکہنا
یک بیابان جلوہ گل فرش پا انداز ہی

عشق مجہکو نہین وحشت ہی سہی
میری وحشت تری شہرت ہی سہی

قطع کیجی نہ تعلق ہم سی
کچہہ نہین ہی تو عداوت ہی سہی

میری ہونے مین ہی کیا رسوائی
ای وہ مجلس نہین خلوت ہی سہی

ہم بھی دشمن تو نہین ہین اپنے
غیر کو تجہسی محبت ہی سہی

اپنی ہستی ہی سی ہو جو کچہہ ہو
آگہی گر نہین غفلت ہی سہی

عمر ہرچند کہ ہی برق خرام
دل کی خون کرنی کی فرصت ہی سہی

ہم کوئی ترک وفا کرتی ہین
نہ سہی عشق مصیبت ہی سہی

کچہہ تو دی ای فلک نا انصاف
آہ و فریاد کی رخصت ہی سہی

ہم بھی تسلیم کی خو ڈالین گے
بی نیازی تری عادت ہی سہی

ه ۱۳۸

یار سی چہیڑ چلی جای اسد
گر نہین وصل تو حسرت ہی سہی

ہی آرمیدگی مین نکوہش بجا مجہی
صبح وطن ہی خندہ دندان نما مجہی

ڈہونڈہی ہی اوس مغنی آتش نفس کو جی
جسکی صدا ہو جلوہ برق فنا مجہی

مستانہ طی کرون ہون رہ وادی خیال
تا بازگشت سی نہ رہی مدعا مجہی

کرتا ہی بسکہ باغ مین تو بیحجابیان
آنی لگی ہی نکہت گل سی حیا مجہی

کہتا کسی پہ کیون مری دل کا معاملہ
شعرون کی انتخاب نی رسوا کیا مجھی

۱۳۹ زندگی اپنی جب اس شکل سی گذری غالب
ہم بھی کیا یاد کرین گی کہ خدا رکھتے تھی

اوس بزم مین مجھی نہین بنتی حیا کیی
بیٹھا رہا اگرچہ اشاری ہوا کیے

دل ہی تو ہی سیاست دربان سی ڈر گیا
مین اور جاؤن در سی تری بن صدا کیے

رکھتا پہرون ہون خرقہ و سجادہ رہن می
مدت ہوئی ہی دعوت آب و ہوا کیے

بی صرفہ ہی گزرتی ہی ہو گرچہ عمر خضر
حضرت بھی کل کہین گی کہ ہم کیا کیا کیے

مقدور ہو تو خاک سی پوچھون کہ ای لئیم
تو نی وہ گنجہای گرانمایہ کیا کیے

کس روز تہمتین نہ تراشا کیی عدو
کس دن ہماری سر پہ نہ آری چلا کیے

صحبت مین غیر کی نہ پڑی ہو کہین یہ خو
دینی لگا ہی بوسہ بغیر التجا کیے

ضد کی ہی اور بات مگر خو بری نہین
بہولی سی اوسنی سینکڑون وعدی وفا کیے

۱۴۰ غالب تمہین کہو کہ ملیگا جواب کیا
مانا کہ تم کہا کیی اور وہ سنا کیے

رفتار عمر قطع رہ اضطراب ہی
اس سال کی حساب کو برق آفتاب ہے

مینای می ہی سرو نشاط بہار سے
بال تدرو جلوہ موج شراب ہے

زخمی ہوا ہی پاشنہ پای ثبات کا
نی بھاگنی کی گون نہ اقامت کی تاب ہے

جاداد بادہ نوشی رندان ہی شش جہت
غافل گمان کری ہی کہ گیتی خراب ہے

نظارہ کیا حریف ہو اوس برق حسن کا
جوش بہار جلوہ کو جس کی نقاب ہے

مین نامراد دل کی تسلی کو کیا کرون
مانا کہ تیری رخ سی نگہ کامیاب ہے

گزرا اسد مسرت پیغام یار سے
قاصد پہ مجھکو رشک سوال و جواب ہے

۱۴۱

دیکھنا قسمت کہ آپ اپنے پہ رشک آجاے ہے — میں اوسے دیکھوں بھلا کب مجھسے دیکھا جاے ہے

ہاتھ دھو دل سے یہی گرمی گر اندیشے میں ہے — آبگینہ تندیِ صہبا سے پگھلا جاے ہے

غیر کو یا رب وہ کیونکر منعِ گستاخی کرے — گر حیا بھی اوسکو آتی ہے تو شرما جاے ہے

شوق کو یہ لت کہ ہر دم نالہ کھینچے جائیے — دل کی وہ حالت کہ دم لینے سے گھبرا جاے ہے

دورِ چشمِ بد تری بزمِ طرب سے واہ واہ — نغمہ ہو جاتا ہے واں گر نالہ میرا جاے ہے

گرچہ ہے طرزِ تغافل پردہ دارِ رازِ عشق — پر ہم ایسے کھوے جاتے ہیں کہ وہ پا جاے ہے

اوسکی بزم آرائیاں سنکر دلِ رنجور یاں — مثلِ نقشِ مدعاے غیر بیٹھا جاے ہے

ہو کے عاشق وہ پری رخ اور نازک بن گیا — رنگ کھلتا جاے ہے جتنا کہ اوڑتا جاے ہے

نقش کو اوسکے مصور پر بھی کیا کیا ناز ہیں — کھینچتا ہے جسقدر اوتنا ہی کھنچتا جاے ہے

۱۴۲ سایہ میرا مجھسے مثلِ دود بھاگے ہے اسد — پاس مجھ آتش بجاں کے کس سے ٹھہرا جاے ہے

گرمِ فریاد رکھا شکلِ نہالی نے مجھے — تب اماں ہجر میں دی بردِ لیالی نے مجھے

نسیہ و نقدِ دو عالم کی حقیقت معلوم — لے لیا مجھسے مری ہمتِ عالی نے مجھے

کثرت آرائیِ وحدت ہے پرستاریِ وہم — کر دیا کافر ان اصنامِ خیالی نے مجھے

۱۴۳ ہوسِ گل کا تصور میں بھی کھٹکا نہ رہا — عجب آرام دیا بے پر و بالی نے مجھے

کارگاہِ ہستی میں لالہ داغ ساماں ہے — برقِ خرمنِ راحت خونِ گرمِ دہقاں ہے

غنچہ تا شگفتن ہا برگِ عافیت معلوم — باوجودِ دلجمعی خوابِ گل پریشاں ہے

ہمسے رنجِ بیتابی کسطرح اوٹھایا جاے — داغِ پشتِ دستِ عجز شعلہ خس بدنداں ہے

اوگ رہا ہے در و دیوار سے سبزہ غالب — ہم بیاباں میں ہیں اور گھر میں بہار آئی ہے

۱۴۴

سادگی پر اوسکی مرجانیکی حسرت دلمین ہی
بس نہین چلتا کہ پہر خنجر کف قاتلمین ہے

دیکہنا تقریر کی لذت کہ جو اوسنی کہا
مینی یہ جانا کہ گویا یہہ بہی میری دلمین ہے

گرچہ ہی کس کس برائی سی ولی با این ہمہ
ذکر میرا مجہسی بہتر ہی کہ اوس محفل مین ہے

بس ہجوم ناامیدی خاک مین ملجای گی
یہ جو اک لذت ہماری سعی بیحاصل مین ہے

رنج رہ کیون کہینچیی واماندگی کو عشق ہی
اوٹہہ نہین سکتا ہمارا جو قدم منزل مین ہے

جلوہ زار آتش دوزخ ہمارا دل سہی
فتنۂ شور قیامت کس کی آب و گل مین ہے

۱۴۵

ہی دل شوریدۂ غالب طلسم پیچ و تاب
رحم کر اپنی تمنا پر کہ کس مشکل مین ہے

دلسی تری نگاہ جگر تک اوتر گئی
دونونکو اک ادا مین رضامند کر گئی

شق ہوگیا ہی سینہ خوشا لذت فراغ
تکلیف پردہ داری زخم جگر گئی

وہ بادۂ شبانہ کی سرمستیان کہان
اوٹہیی بس اب کہ لذت خواب سحر گئی

اوڑتی پہری ہی خاک مری کوی یار مین
بہلی ای ہوا ہوس بال و پر گئی

دیکہو تو دلفریبی انداز نقش پا
موج خرام یار بہی کیا گل کتر گئی

ہر بوالہوس نی حسن پرستی شعار کی
اب آبروی شیوۂ اہل نظر گئی

نظارہ نی بہی کام کیا وان نقاب کا
مستی سی ہر نگہ تری رخ پر بکہر گئی

فردا و دی کا تفرقہ یکبار مٹ گیا
کل تم گئی کہ ہمپہ قیامت گذر گئی

۱۴۶

مارا زمانہ نی اسد اللہ خان تمہین
وہ ولولی کہان وہ جوانی کدہر گئی

تسکین کو ہم نہ روئین جو ذوق نظر ملی
حوران خلد مین تری صورت مگر ملی

اپنی گلی مین مجہکو نہ کر دفن بعد قتل
میری پتی سی خلق کو کیون تیرا گہر ملی

ساقی گری کی شرم کرو آج ورنہ ہم
ہر شب پیا ہی کرتی ہین می جسقدر ملی

تجھسے تو کچھ کلام نہین لیکن ای ندیم — میرا سلام کہیو اگر نامہ بر ملے

تمکو بھی ہم دکھائین کہ مجنون نے کیا کیا — فرصت کشاکش غم پنہان سے گر ملے

لازم نہین کہ خضر کی ہم پیروی کرین — جانا کہ اک بزرگ ہمین ہمسفر ملے

مقطع — ای ساکنان کوچہ دلدار دیکھنا
تمکو کہین جو غالب آشفتہ سر ملے

کوئی دن گر زندگانی اور ہی — اپنی جی مین ہمنی ٹہانی اور ہے

آتش دوزخ مین یہ گرمی کہان — سوز غمہای نہانی اور ہے

بارہا دیکھی ہین اونکی رنجشین — پر کچھ اب کی سرگرانی اور ہے

دیکے خط منہ دیکھتا ہی نامہ بر — کچھ تو پیغام زبانی اور ہے

قاطع اعمار ہین اکثر نجوم — وہ بلای آسمانی اور ہے

مقطع — ہو چکین غالب بلائین سب تمام
ایک مرگ ناگہانی اور ہے

کوئی امید بر نہین آتے — کوئی صورت نظر نہین آتے

موت کا ایکدن معین ہے — نیند کیون رات بہر نہین آتے

آگی آتی تہی حال دل پہ ہنسی — اب کسی بات پر نہین آتے

جانتا ہون ثواب طاعت و زہد — پر طبیعت ادہر نہین آتے

ہی کچھ ایسی ہی بات جو چپ ہون — ورنہ کیا بات کر نہین آتے

کیون نہ چیخون کہ یاد کرتی ہین — میری آواز گر نہین آتے

داغ دل گر نظر نہین آتا — بو بھی ای چارہ گر نہین آتے

ہم وہان ہین جہان سی ہمکو بھی — کچھ ہماری خبر نہین آتے

مرتی ہین آرزو مین مرنی کی — موت آتی ہی پر نہین آتے

۱۴۹

کعبہ کس منہہ سی جاوگی غالب
شرم تمکو مگر نہین آتی

دل ناداں تجہی ہوا کیا ہے
آخر اس درد کی دوا کیا ہے

ہم ہین مشتاق اور وہ بیزار
یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے

مین بہی منہہ مین زبان رکہتا ہون
کاش پوچھو کہ مدعا کیا ہے

جبکہ تجہہ بن نہین کوئی موجود
پہر یہہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے

یہ پریچہرہ لوگ کیسی ہین
غمزہ و عشوہ و ادا کیا ہے

شکن زلف عنبرین کیون ہی
نگہ چشم سرمہ سا کیا ہے

سبزہ و گل کہانسی آئے ہین
ابر کیا چیز ہی ہوا کیا ہے

ہمکو اونسی وفا کی ہی امید
جو نہین جانتی وفا کیا ہے

ہان بہلا کر ترا بہلا ہوگا
اور درویش کی صدا کیا ہے

جان تم پر نثار کرتا ہون
مین نہین جانتا دعا کیا ہے

۱۵۰

مینی مانا کہ کچہہ نہین غالب
مفت ہاتہہ آئے تو برا کیا ہے

کہتی تو ہو تم سب کہ بت غالیہ مو آئے
یکمرتبہ گہبرا کی کہو کوئی کہ وہ آئے

ہون کشمکش نزع مین ہان جذب محبت
کچہہ کہہ نسکون پر وہ مری پوچہنی کو آئے

ہی صاعقہ و شعلہ و سیماب کا عالم
آنا ہی سمجہہ مین مری آتا نہین گو آئے

ظاہر ہی کہ گہبرا کی نہ بہاگین گی نکیرین
ہان منہہ سی مگر بادۂ دوشینہ کی بو آئے

جلاد سی ڈرتی ہین نہ واعظ سی جہگڑتی
ہم سمجہی ہوی ہین اوسی جس بہیس مین جو آئے

ہان اہل طلب کون سنی طعنۂ نایافت
دیکہا کہ وہ ملتا نہین اپنی ہی کو کہو آئے

اپنا نہین وہ شیوہ کہ آرام سی بیٹہین
اوس در پہ نہین بار تو کعبہ ہی کو ہو آئے

کی ہمنفسون نی اثر گریہ مین تقریر | اچھی رہی آپ اس سے مگر مجھکو ڈبو آے

مقطع
اوس انجمن ناز کی کیا بات ہی غالب
ہم بھی گئی وان اور تری تقدیر کو رو آی

پہر کچھ اک دل کو بیقراری ہے | سینہ جویای زخم کاری ہے
پہر جگر کہودنے لگا ناخن | آمد فصل لالہ کاری ہے
قبلہ مقصد نگاہ نیاز | پہر وہی پردۂ عماری ہے
چشم دلال جنس رسوائی | دل خریدار ذوق خواری ہے
وہ وہی صد رنگ نالہ فرسائی | وہ وہی صد گونہ اشکباری ہے
دل ہوای خرام ناز سی پہر | محشرستان بیقراری ہے
جلوہ پہر عرض ناز کرتا ہے | روز بازار جان سپاری ہے
پہر اوسی بیوفا پہ مرتے ہین | پہر وہی زندگی ہماری ہے

قطعہ

پہر کھلا ہی در عدالت ناز | گرم بازار فوجداری ہے
ہو رہا ہی جہان مین اندہیر | زلف کی پہر سرشتہ داری ہی
پہر دیا پارۂ جگر نے سوال | ایک فریاد و آہ زاری ہے
پہر ہوی ہین گواہ عشق طلب | اشکباری کا حکم جاری ہے
دل و مژگان کا جو مقدمہ تہا | آج پہر اوسکی روبکاری ہے

مقطع
بیخودی بی سبب نہین غالب
کچھ تو ہی جس کی پردہ داری ہے

جنون تہمت کش تسکین نہو گر شادمانی کی | نمک پاش خراش دل ہی لذت زندگانی کی
کشاکشہای ہستی سی کری کیا سعی آزادی | ہوئی زنجیر موج آب کو فرصت روانی کی

١٥٣

پس از مردن بھی دیوانہ زیارتگاہ طفلان ہے
شرار سنگ نے تربت پہ میری گلفشانی کی

نکوہش ہے سزا فریادی بیداد دلبر کی — مبادا خندۂ دندان نما ہو صبح محشر کی

رگ لیلی کو خاک دشت مجنون ریشگی بخشی — اگر بووی بجای دانہ دہقان نوک نشتر کی

پر پروانہ شاید بادبان کشتی می تھا — ہوئی مجلس کی گرمی سے روانی دور ساغر کی

کرون بیداد ذوق پرفشانی عرض کیا قدرت — کہ طاقت اوڑ گئی اوڑنی سی پہلی میرے شہپر کی

١٥٤

کہان تک روؤن اوسکی خیمہ کی پیچھی قیامت ہے
مری قسمت مین یارب کیا نہتی دیوار پتھر کی

بی اعتدالیون سی سبک سب مین ہم ہوے — جتنی زیادہ ہوگئی اوتنی ہی کم ہوے

پنہان تھا دام سخت قریب آشیان کی — اوڑنی نپای تھی کہ گرفتار ہم ہوے

ہستی ہماری اپنی فنا پر دلیل ہے — یانتک مٹی کہ آپ ہم اپنی قسم ہوے

سختی کشان عشق کی پوچھی ہی کیا خبر — وہ لوگ رفتہ رفتہ سراپا الم ہوے

تیری وفا سی کیا ہو تلافی کہ دہر مین — تیری سوا بھی ہمپہ بہت سے ستم ہوے

لکھتی رہی جنونکی حکایات خونچکان — ہرچند اسمین ہاتھ ہماری قلم ہوے

اللہ ری تیری تندی خو جس کی بیم سی — اجزای نالہ دلمین مری رزق ہم ہوے

اہل ہوس کی فتح ہی ترک نبرد عشق — جو پانو اوٹھ گئی وہی اونکی علم ہوے

نالی عدم مین چند ہماری سپرد تھی — جو وان نہ کھنچ سکی سو وہ یان آکی دم ہوے

١٥٥

چھوڑی اسد نہ ہمنی گدائی مین دل لگی
سائل ہوئی تو عاشق اہل کرم ہوے

جو نہ نقد داغ دلکی کری شعلہ پاسبانی — تو فسردگی نہان ہے بکمین بیزبانی

مجھی اوس سی کیا توقع بزمانہ جوانی — کبھی کودکی مین جسنی نسنی مری کہانی

١٥٦

یون ہی دکھ کسی کو دینا نہین خوب ورنہ کہتا
کہ مری عدو کو یارب ملی میری زندگانی

ظلمت کدہ مین میری شب غم کا جوش ہے — اک شمع ہی دلیل سحر سو خموش ہے
نی مژدۂ وصال نہ نظارۂ جمال — مدت ہوئی کہ آشتی چشم و گوش ہے
می نی کیا ہی حسن خود آرا کو بی حجاب — ای شوق یان اجازت تسلیم ہوش ہے
گوہر کو عقد گردن خوبان مین دیکھنا — کیا اوج پر ستارۂ گوہر فروش ہے
دیدار بادہ حوصلہ ساقی نگاہ مست — بزم خیال میکدۂ بی خروش ہے

ق

ای تازہ واردان بساط ہوای دل — زنہار اگر تمہین ہوس نای و نوش ہے
دیکھو مجھی جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو — میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہے
ساقی بجلوہ دشمن ایمان و آگہی — مطرب بنغمہ رہزن تمکین و ہوش ہے
یا شب کو دیکھتی تہی کہ ہر گوشۂ بساط — دامان باغبان و کف گلفروش ہے
لطف خرام ساقی و ذوق صدای چنگ — یہ جنت نگاہ وہ فردوس گوش ہے
یا صبحدم جو دیکھیی آکر تو بزم مین — نی وہ سرور و سوز نہ جوش و خروش ہے
داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی — اک شمع رہ گئی ہی سو وہ بھی خموش ہے

١٥٧

آتی ہین غیب سی یہ مضامین خیال مین
غالب صریر خامہ نوای سروش ہے

آ کہ مری جان کو قرار نہین ہے — طاقت بیداد انتظار نہین ہے
دیتی ہین جنت حیات دہر کی بدلی — نشہ باندازۂ خمار نہین ہے
گریہ نکالی ہی تری بزم سی مجھکو — ہای کہ رونی پہ اختیار نہین ہے
ہمسی عبث ہی گمان رنجش خاطر — خاک مین عشاق کی غبار نہین ہے
دلسی اوٹھا لطف جلوہ ہای معانی — غیر گل آئینہ بہار نہین ہے

قتل کا میری کیا ہی عہد تو بارے
وای اگر عہد استوار نہین ہے

۱۵۸

تو نے قسم میکشی کی کھائی ہی غالب
تیری قسم کا کچھ اعتبار نہین ہے

ہجوم غم سی یہانتک سر نگونی مجکو حاصل ہی
کہ تار دامن و تار نظر مین فرق مشکل ہے

رفوی زخم سی مطلب ہی لذت زخم سوزن کی
سمجھیو مت کہ پاس درد سی دیوانہ غافل ہے

۱۵۹

وہ گل جس گلستان مین جلوہ فرمائی کری غالب
چٹکنا غنچۂ گل کا صدای خندہ دل ہے

پا بدامن ہو رہا ہون بسکہ مین صحرا نورد
خار پا ہین جوہر آئینۂ زانو مجھے

دیکھنا حالت مری دل کی ہم آغوشی کیوقت
ہی نگاہ آشنا تیرا سر ہر مو مجھے

۱۶۰

ہون سراپا ساز آہنگ شکایت کچھ نہ پوچھ
ہی یہی بہتر کہ لوگون مین نہ چھیڑی تو مجھے

جس بزم مین تو ناز سی گفتار مین آوے
جان کالبد صورت دیوار مین آوے

سایہ کیطرح ساتھ پھرین سرو و صنوبر
تو اس قد دلکش سی جو گلزار مین آوے

تب ناز گرانمایگی اشک بجا ہے
جب لخت جگر دیدۂ خونبار مین آوے

دی مجکو شکایت کی اجازت کہ ستمگر
کچھ تجکو مزا بھی مری آزار مین آوے

اوس چشم فسونگر کا اگر پای اشارا
طوطی کیطرح آئینہ گفتار مین آوے

کانٹون کی زبان سوکھ گئی پیاس سی یارب
اک آبلہ پا وادی پرخار مین آوے

مرجاؤن نکیون رشک سی جب وہ تن نازک
آغوش خم حلقۂ زنار مین آوے

غارتگر ناموس نہو گر ہوس زر
کیون شاہد گل باغ سی بازار مین آوے

تب چاک گریبان کا مزا ہی دل نالان
جب اک نفس الجھا ہوا ہر تار مین آوے

آتشکدہ ہی سینہ مرا راز نہان سی
اے وای اگر معرض اظہار مین آوے

١٦١

گنجینۂ معنی کا طلسم اوسکو سمجھیے
جو لفظ کہ غالب مری اشعار مین اوے

حسن مہ گرچہ بہنگام کمال اچھا ہی — اوس سی میرا مہ خورشید جمال اچھا ہی
بوسہ دیتی نہین اور دلپہ ہی ہر لحظہ نگاہ — جی مین کہتی ہین کہ مفت آی تو مال اچھا ہی
اور بازار سی لی آی اگر ٹوٹ گیا — ساغر جم سی مرا جام سفال اچھا ہی
بیطلب دین تو مزا اوس مین سوا ملتا ہی — وہ گدا جسکو نہو خوی سوال اچھا ہی
اونکی دیکھی سی جو آجاتی ہی منہہ پر رونق — وہ سمجھتی ہین کہ بیمار کا حال اچھا ہی
دیکھیی پاتی ہین عشاق بتون سی کیا فیض — اک برہمن نی کہا ہی کہ یہ سال اچھا ہی
ہم سخن تیشہ نی فرہاد کو شیرین سی کیا — جسطرحکا کہ کسی مین ہو کمال اچھا ہی
قطرہ دریا مین جو ملجای تو دریا ہوجای — کام اچھا ہی وہ جسکا کہ مآل اچھا ہی
خضر سلطان کو رکھی خالق اکبر سرسبز — شاہ کی باغ مین یہ تازہ نہال اچھا ہی

١٦٢

ہمکو معلوم ہی جنت کی حقیقت لیکن
دلکی خوش رکہنی کو غالب یہ خیال اچھا ہی

نہوئی گر مری مرنی سی تسلی نہ سہی — امتحان اور بھی باقی ہو تو یہ بھی نسہی
خار خار الم حسرت دیدار تو ہی — شوق گلچین گلستان تسلی نہ سہی
می پرستان خم می منہہ سی لگائی ہی بنی — ایکدن گر نہوا بزم مین ساقی نسہی
نفس قیس کہ ہی چشم و چراغ صحرا — گر نہین شمع سیہ خانہ لیلی نسہی
ایک ہنگامہ پہ موقوف ہی گھر کی رونق — نوحۂ غم ہی سہی نغمۂ شادی نسہی
نہ ستایش کی تمنا نہ صلہ کی پروا — گر نہین ہین مری اشعار مین معنی نسہی

١٦٣

عشرت صحبت خوبان ہی غنیمت سمجھو
نہوئی غالب اگر عمر طبیعی نسہی

عجب نشاط سی جلاد کی چلی هین هم آگی
که اپنی سایه سی سر پانو سی هی دو قدم آگی

قضا نی تها مجهی چاها خراب بادهٔ الفت
فقط خراب لکها بس نه چل سکا قلم آگی

غم زمانه نی جهاڑی نشاط عشق کی مستی
وگرنه هم بهی اوٹهاتی تهی لذت الم آگی

خدا کی واسطی داد اس جنون شوق کی دینا
که اوسکی در په پهنچتی هین نامه بر سی هم آگی

یه عمر بهر جو پریشانیان اوٹهائین هین همنی
تمهاری آئیو ای طرهای خم بخم آگی

دل و جگر مین پر افشان جو ایک موجهٔ خون هی
هم اپنی زعم مین سمجهی هوئی تهی اسکو دم آگی

۶۱۴

قسم جنازه په آنیکی میری کهاتی هین غالب
همیشه کهاتی تهی جو میری جان کی قسم آگی

شکوه کی نام سی بیمهر خفا هوتا هی
یه بهی مت کهه که جو کهیی تو گلا هوتا هی

پر هون مین شکوه سی یون راگ سی جیسی باجا
اک ذرا چهیڑیی پهر دیکهیی کیا هوتا هی

گو سمجهتا نهین پر حسن تلافی دیکهو
شکوهٔ جور سی سرگرم جفا هوتا هی

عشق کی راه مین هی چرخ مکوکب کی وه چال
سست رو جیسی کوئی آبله پا هوتا هی

کیون نه ٹهرین هدف ناوک بیداد که هم
آپ اوٹها لاتی هین گر تیر خطا هوتا هی

خوب تها پهلی سی هوتی جو هم اپنی بدخواه
که بهلا چاهتی هین اور برا هوتا هی

نالهٔ جاتا تها پری عرش سی میرا اور اب
لب تک آتا هی جو ایسا هی رسا هوتا هی

ق

خامه میرا که وه هی باربد بزم سخن
شاه کی مدح مین یون نغمه سرا هوتا هی

ای شهنشاه کواکب سپه و مهر علم
تیری اکرام کا حق کس سی ادا هوتا هی

سات اقلیم کا حاصل جو فراهم کیجی
تو وه لشکر کا تری نعل بها هوتا هی

هر مهینی مین جو یه بدر سی هوتا هی هلال
آستان پر تری مه ناصیه سا هوتا هی

مین جو گستاخ هون آئین غزلخوانی مین
یه بهی تیرا هی کرم ذوق فزا هوتا هی

رکهیو غالب مجهی اس تلخ نوائی مین معاف
آج کچه درد مری دل مین سوا هوتا هی

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
تمہین کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے

نہ شعلہ مین یہ کرشمہ نہ برق مین یہ ادا
کوئی بتاؤ کہ وہ شوخ تند خو کیا ہے

یہ رشک ہی کہ وہ ہوتا ہی ہمسخن تم سی
وگرنہ خوف بدآموزی عدو کیا ہے

چپک رہا ہی بدن پر لہو سی پیراہن
ہماری جیب کو اب حاجت رفو کیا ہے

جلا ہی جسم جہان دل بھی جل گیا ہوگا
کریدتی ہو جو اب راکھہ جستجو کیا ہے

رگون مین دوڑتی پھرنی کی ہم نہین قائل
جب آنکھہ سی ہی نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے

وہ چیز جس کی لیی ہمکو ہو بہشت عزیز
سوای بادۂ گلفام مشکبو کیا ہے

پیون شراب اگر خم بھی دیکھہ لون دو چار
یہ شیشہ و قدح و کوزہ و سبو کیا ہے

رہی نہ طاقت گفتار اور اگر ہو بھی
تو کس امید پہ کہیی کہ آرزو کیا ہے

۱۶۶ ہوا ہی شہ کا مصاحب پھری ہی اتراتا
وگرنہ شہر مین غالب کی آبرو کیا ہے

مین انہین چھیڑون اور کچھہ نہ کہین
چل نکلتی جو می پیی ہوتے

قہر ہو یا بلا ہو جو کچھہ ہو
کاشکی تم مری لیی ہوتے

میری قسمت مین غم گر اتنا تھا
دل بھی یارب کئی دیی ہوتے

۱۶۷ آہی جاتا وہ راہ پر غالب
کوئی دن اور بھی جیی ہوتے

غیر لین محفل مین بوسی جام کی
ہم رہین یون تشنہ لب پیغام کے

خستگی کا تمسی کیا شکوہ کہ یہ
ہتکھنڈی ہین چرخ نیلی فام کے

خط لکھین گی گرچہ مطلب کچھہ نہو
ہم تو عاشق ہین تمہاری نام کے

رات پی زمزم پہ می اور صبحدم
دھوئی دہبی جامۂ احرام کے

دلکو آنکھون نی پھنسایا کیا مگر
یہ بھی حلقی ہین تمہاری دام کے

شاہ کی ہی غسل صحت کی خبر / دیکھیی کب دن پھرین حمام کی

۱۶۸
عشق نی غالب نکما کر دیا / ورنہ ہم بھی آدمی تھی کام کی

پھر اس انداز سی بہار آئی / کہ ہوئی مہر و مہ تماشائی
دیکھو ای ساکنان خطۂ خاک / اسکو کہتی ہین عالم آرائی
کہ زمین ہوگئی ہی سر تا سر / روکش سطح چرخ مینائی
سبزہ کو جب کہین جگہہ نملی / بنگیا روی آب پر کائی
سبزہ و گل کی دیکھنی کی لیی / چشم نرگس کو دی ہی بینائی
ہی ہوا مین شراب کی تاثیر / بادہ نوشی ہی باد پیمائی

۱۶۹
کیون نہ دنیا کو ہو خوشی غالب / شاہ دیندار نی شفا پائی

تغافل دوست ہون میرا دماغ عجز عالی ہی / اگر پہلو تہی کیجی تو جا میری بھی خالی ہی
رہا آباد عالم اہل ہمت کی نہونی سی / بہری ہین جس قدر جام و سبو میخانہ خالی ہی

۱۷۰
کب وہ سنتا ہی کہانی میری / اور پھر وہ بھی زبانی میری
خلش غمزۂ خونریز نہ پوچھ / دیکھہ خونابہ فشانی میری
کیا بیان کرکی مرا روئینگی یار / مگر آشفتہ بیانی میری
ہون ز خود رفتۂ بیدای خیال / بھول جانا ہی نشانی میری
متقابل ہی مقابل میرا / رک گیا دیکھہ روانی میری
قدر سنگ سر رہ رکھتا ہون / سخت ارزان ہی گرانی میری
گرد باد رہ بیتابی ہون / صرصر شوق ہی بانی میری
دہن اوسکا جو نہ معلوم ہوا / کھل گئی ہیچمدانی میری

۱۷۱ھ
کر دیا ضعف نی عاجز غالب
ننگِ پیری ہی جوانی میری

نقشِ نازِ بتِ طناز بآغوشِ رقیب — پای طاؤس پی خامۂ مانی مانگی
تو وہ بدخو کہ تحیر کو تماشا جانی — غم وہ افسانہ کہ آشفتہ بیانی مانگی

۱۷۲ھ
وہ تپِ عشق تمنا ہی کہ پھر صورتِ شمع
شعلہ تا نبض جگر ریشہ دوانی مانگی

گلشن کو تری صحبت از بسکہ خوش آئی ہی — ہر غنچہ کا گل ہونا آغوش کشائی ہی
وان کنگرِ استغنا ہر دم ہی بلندی پر — یان نالہ کو اور الٹا دعوای رسائی ہی

۱۷۳ھ
از بسکہ سکھاتا ہی غم ضبط کی اندازی
جو داغ نظر آیا ایک چشم نمائی ہی

جس زخم کی ہو سکتی ہو تدبیر رفو کی — لکھ دیجیو یارب اوسی قسمت مین عدو کی
اچھا ہی سرِ انگشتِ حنائی کا تصور — دل مین نظر آتی تو ہی اک بوند لہو کی

کیون ڈرتی ہو عشاق کی بیحوصلگی سی
یان تو کوئی سنتا نہین فریاد کسو کی

دشنی نی کبھی منہ نہ لگایا ہو جگر کو — خنجر نی کبھی بات نہ پوچھی ہو گلو کی

۱۷۴ھ
صد حیف وہ ناکام کہ اک عمر سی غالب
حسرت مین رہی ایک بتِ عربدہ جو کی

سیمابِ پشتِ گرمئ آئینہ دی ہی ہم — حیران کیی ہوی ہین دلِ بیقرار کی

۱۷۵ھ
آغوشِ گل کشودہ برای وداع ہی
ای عندلیب چل کہ چلی دن بہار کی

ہی وصل ہجر عالمِ تمکین و ضبط مین — معشوق شوخ و عاشقِ دیوانہ چاہیی

مقطع

اوس لب سی مل ہی جائیگا بوسہ کبھی تو ہان
شوق فضول و جرات رندانہ چاہیے

چاہیی اچہون کو جتنا چاہیے
یہ اگر چاہین تو پہر کیا چاہیے

صحبت رندان سی واجب ہی حذر
جای می اپنی کو کہینچا چاہیے

چاہنی کو تیری کیا سمجہا تہا دل
بارے اب سی بہی سمجہا چاہیے

چاک مت کر جیب بی ایام گل
کچہہ اودہر کا بہی اشارا چاہیے

دوستی کا پردہ ہی بیگانگی
منہ چہپانا ہمسی چہوڑا چاہیے

دشمنی نی میری کہویا غیر کو
کسقدر دشمن ہی دیکہا چاہیے

اپنی رسوائی مین کیا چلتی ہی سعی
یار ہی ہنگامہ آرا چاہیے

منحصر مرنی پہ ہو جس کی امید
ناامیدی اوسکی دیکہا چاہیے

غافل ان مہ طلعتون کیواسطی
چاہنی والا بہی اچہا چاہیے

مقطع

چاہتی ہین خوبرویون کو اسد
آپ کی صورت تو دیکہا چاہیے

ہر قدم دوری منزل ہی نمایان مجہسی
میری رفتار سی بہاگی ہی بیابان مجہسی

درس عنوان تماشا بہ تغافل خوشتر
ہی نگہ رشتۂ شیرازۂ مژگان مجہسی

وحشت آتش دل سی شب تنہائی مین
صورت دود رہا سایہ گریزان مجہسی

غم عشاق نہو سادگی آموز بتان
کسقدر خانۂ آئینہ ہی ویران مجہسی

اثر آبلہ سی جادۂ صحرای جنون
صورت رشتۂ گوہر ہی چراغان مجہسی

بیخودی بستر تمہید فراغت ہوجو
پر ہی سائی کیطرح میرا شبستان مجہسی

شوق دیدار مین گر تو مجہی گردن مارے
ہو نگہ مثل گل شمع پریشان مجہسی

بیکسیہای شب ہجر کی وحشت ہی ہی
سایہ خورشید قیامت مین ہی پنہان مجہسی

گردش ساغر صد جلوۂ رنگین تجھسی
آئینہ داری یک دیدۂ حیران مجھسی

١٧٨ نگہ گرم سی اک آگ ٹپکتی ہی اسد
ہی چراغان خس و خاشاک گلستان مجھسی

نکتہ چین ہی غم دل اوسکو سنائی نہ بنی
کیا بنی بات جہان بات بنائی نہ بنی

مین بلاتا تو ہون اوسکو مگر ای جذبۂ دل
اوس پہ بنجای کچھہ ایسی کہ بن آئی نہ بنی

کھیل سمجھا ہی کہین چھوڑ نہ دی بھول نجای
کاش یون بھی ہو کہ بن میری ستائی نہ بنی

غیر پھرتا ہی لیی یون تری خط کو کہ اگر
کوئی پوچھی کہ یہ کیا ہی تو چھپائی نہ بنی

اس نزاکت کا برا ہو وہ بھلی ہین تو کیا
ہاتھہ آوین تو اونہین ہاتھہ لگائی نہ بنی

کہہ سکی کون کہ یہ جلوہ گری کس کی ہی
پردہ چھوڑا ہی وہ اوسنی کہ اوٹھائی نہ بنی

موت کی راہ نہ دیکھون کہ بن آئی نہ رہی
تمکو چاہون کہ نہ آو تو بلائی نہ بنی

بوجھہ وہ سرسی گرا ہی کہ اوٹھائی نہ اوٹھی
کام وہ آن پڑا ہی کہ بنائی نہ بنی

١٧٩ عشق پر زور نہین ہی یہ وہ آتش غالب
کہ لگائی نہ لگی اور بجھائی نہ بنی

چاک کی خواہش اگر وحشت بعریانی کری
صبح کی مانند زخم دل گریبانی کری

جلوہ کا تیری وہ عالم ہی کہ گر کیجی خیال
دیدۂ دلکو زیارت گاہ حیرانی کری

ہی شکستن سی بھی دل نومید یارب کب تلک
آبگینہ کوہ پر عرض گرانجانی کری

میکدہ گر چشم مست ناز سی پاوی شکست
موی شیشہ دیدۂ ساغر کی مژگانی کری

١٨٠ خط عارض سی لکھا ہی زلف کو الفت نی عہد
یکقلم منظور ہی جو کچھہ پریشانی کری

وہ آکی خواب مین تسکین اضطراب تو دی
ولی مجھی تپش دل مجال خواب تو دی

کری ہی قتل لگاوٹ مین تیرا رو دینا
تری طرح کوئی تیغ نگہ کو آب تو دی

دکھا کی جنبش لب ہی تمام کر ہمکو
نہ دی جو بوسہ تو منہہ سی کہین جواب تو دی
پلادی اوک سی ساقی جو ہمسی نفرت ہی
پیالہ گر نہین دیتا نہ دی شراب تو دی

۱۸۱
اسد خوشی سی مری ہاتھ پانو پھول گئی
کہا جو اوسنی ذرا میری پانو داب تو دی

تپش سی میری وقف کشمکش ہر تار بستر ہی
مرا سر رنج بالین ہی مرا تن بار بستر ہی
سر شک سر بصحرا دادہ نور العین دامن ہی
دل بی دست و پا افتادہ برخوردار بستر ہی
خوشا اقبال رنجوری عیادت کو تم آئی ہو
فروغ شمع بالین طالع بیدار بستر ہی
بطوفانگاہ جوش اضطراب شام تنہائی
شعاع آفتاب صبح محشر تار بستر ہی
ابھی آتی ہی بو بالش سی اوسکی زلف مشکین کی
ہماری دید کو خواب زلیخا عار بستر ہی

۱۸۲
کہون کیا دل کی کیا حالت ہی ہجر یار مین غالب
کہ بیتابی سی ہر یک تار بستر خار بستر ہی

خطر ہی رشتۂ الفت رگ گردن نہو جاوی
غرور دوستی آفت ہی تو دشمن نہو جاوی

۱۸۳
سمجھہ اس فصل مین کوتاہی نشو و نما غالب
اگر گل سرو کی قامت پہ پیراہن نہو جاوی

فریاد کی کوئی لی نہین ہی
نالہ پابند نی نہین ہی
کیون بوتی ہین باغبان تونبی
گر باغ گدای می نہین ہی
ہر چند ہر ایک شی مین تو ہی
پر تجھہ سی کوئی شی نہین ہی
ہان کہائیو مت فریب ہستی
ہر چند کہین کہ ہی نہین ہی
شادی سی گذر کہ غم نہووی
اردی جو نہو تو دی نہین ہی
کیون رد قدح کری ہی زاہد
می ہی یہ مگس کی قی نہین ہی
ہستی ہی نہ کچھہ عدم ہی غالب
آخر تو کیا ہی ای نہین ہی

ش۱۸ نپوچهه نسخۂ مرهم جراحت دل کا | که اوسمین ریزۂ الماس جزو اعظم هی

ش۱۸۵
بهت دنونمین تغافل نی تیری پیدا کی
وه اک نگهه که بظاهر نگاه سی کم هے

هم رشک کو اپنی بهی گوارا نهین کرتی | مرتی هین ولی اونکی تمنا نهین کرتے
درپرده اونهین غیر سی هی ربط نهانی | ظاهر کا یه پرده هی که پردا نهین کرتے

ش۱۸۶
یه باعث نومیدی ارباب هوس هے
غالب کو برا کهتی هو اچها نهین کرتی

کری هی باده تری لب سی کسب رنگ فروغ | خط پیاله سراسر نگاه گلچین هے
کبهی تو اس دل شوریده کی بهی داد ملی | که ایک عمر سی حسرت پرست بالین هی
بجا هی گر نه سنی نالهای بلبل زار | که گوش گل نم شبنم سی پنبه آگین هی

ش۱۸۷
اسد هی نزع مین چل بیوفا برای خدا
مقام ترک حجاب و وداع تمکین هے

کیون نهو چشم بتان محو تغافل کیون نهو | یعنی اس بیمار کو نظاره سی پرهیز هے
مرتی مرتی دیکهنی کی آرزو ره جائیگی | وای ناکامی که اوس کافر کا خنجر تیز هی

ش۱۸۸
عارض گل دیکهه روی یار یاد آیا اسد
جوشش فصل بهاری اشتیاق انگیز هی

دیا هی دل اگر اوسکو بشر هی کیا کهیی | هوا رقیب تو هو نامه بر هی کیا کهیی
یه ضد که آج نه آوی اور آئی بن نرهی | قضا سی شکوه همین کسقدر هی کیا کهیی
رهی هی یون گه و بیگه که کوی دوست کو اب | اگر نکهیی که دشمن کا گهر هی کیا کهیی
زهی کرشمه که یون دی رکها هی همکو فریب | که بن کهی هی اونهین سب خبر هی کیا کهیی
سمجهکی کرتی هین بازار مین وه پرسش حال | که یه کهی که سر رهگذر هی کیا کهیی

تمہین نہین ہی سر رشتۂ وفا کا خیال	ہمارے ہاتھ مین کچھ ہی مگر ہی کیا کہیی
اونہین سوال پہ زعم جنون ہی کیون لڑیی	ہمین جواب سی قطع نظر ہی کیا کہیی
حسد سزای کمال سخن ہی کیا کیجی	ستم بہای متاع ہنر ہی کیا کہیی

۱۸۹

کہا ہی کسنی کہ غالب برا نہین لیکن
سوای اس کی کہ آشفتہ سر ہی کیا کہیی

دیکھکر در پردہ گرم دامن افشانی مجھی	کر گئی وابستۂ تن میری عریانی مجھی
بن گیا تیغ نگاہ یار کا سنگ فسان	مرحبا مین کیا مبارک ہی گرانجانی مجھی
کیون نہو بی التفاتی اوسکی خاطر جمع ہی	جانتا ہی محو پرسشہای پنہانی مجھی
میری غمخانی کی قسمت جب رقم ہونی لگی	لکھدیا منجملۂ اسباب ویرانی مجھی
بدگمان ہوتا ہی وہ کافر نہوتا کاشکی	اسقدر ذوق نوای مرغ بستانی مجھی
وای وان بھی شور محشر نی نہ دم لینی دیا	لیگیا تہا گور مین ذوق تن آسانی مجھی
وعدہ آنیکا وفا کیجی یہ کیا انداز ہی	تمنی کیون سونپی ہی میری گھر کی دربانی مجھی
ہان نشاط آمد فصل بہاری واہ واہ	پہر ہوا ہی تازہ سودای غزلخوانی مجھی

۱۹۰

دی مری بہائی کو حق نی از سر نو زندگی
میرزا یوسف ہی غالب یوسف ثانی مجھی

یاد ہی شادی مین بھی ہنگامۂ یارب مجھی	سبحۂ زاہد ہوا ہی خندہ زیر لب مجھی
ہی کشاد خاطر وابستہ در رہن سخن	تہا طلسم قفل ابجد خانۂ مکتب مجھی
یارب اس آشفتگی کی داد کس سی چاہیی	رشک آسایش پہ ہی زندانیونکی اب مجھی
طبع ہی مشتاق لذتہای حسرت کیا کرون	آرزو سی ہی شکست آرزو مطلب مجھی

۱۹۱

دل لگا کر آپ بھی غالب مجھی سی ہو گئی
عشق سی آتی تہی مانع میرزا صاحب مجھی

حضورِ شاہ مین اہل سخن کی آزمائش ہے
چمن مین خوش نوایان چمن کی آزمائش ہی

قد و گیسو مین قیس و کوہکن کی آزمائش ہی
جہان ہم ہین وہان دار و رسن کی آزمائش ہی

کرینگی کوہکن کی حوصلی کا امتحان آخر
ہنوز اوس خستہ کی نیروی تن کی آزمائش ہی

نسیم مصر کو کیا پیر کنعان کی ہواخواہی
اوسی یوسف کی بوی پیرہن کی آزمائش ہی

وہ آیا بزم مین دیکھو نہ کہیو پھر کہ غافل تھی
شکیب و صبر اہل انجمن کی آزمائش ہی

رہی دل ہی مین تیر اچھا جگر کی پار ہو بہتر
غرض شست بت ناوک فگن کی آزمائش ہی

نہین کچھ سبحہ و زنار کی پھندی مین گیرائی
وفاداری مین شیخ و برہمن کی آزمائش ہی

پڑا رہ ای دل وابستہ بیتابی سی کیا حاصل
مگر پھر تاب زلف پرشکن کی آزمائش ہی

رگ و پی مین جب اوترے زہر غم تب دیکھیی کیا ہو
ابھی تو تلخی کام و دہن کی آزمائش ہی

۱۹۲
وہ آوینگی مری گھر وعدہ کیسا دیکھنا غالب
نئی فتنون مین اب چرخ کہن کی آزمائش ہی

کبھی نیکی بھی اوسکی جی مین گر آجای ہی مجھسی
جفائین کرکی اپنی یاد شرما جای ہی مجھسی

خدایا جذبۂ دل کی مگر تاثیر اولٹی ہی
کہ جتنا کھینچتا ہون اور کھنچتا جای ہی مجھسی

وہ بدخو اور میری داستان عشق طولانی
عبارت مختصر قاصد بھی گھبرا جای ہی مجھسی

اودھر وہ بدگمانی ہی ادھر یہ ناتوانی ہی
نہ پوچھا جای ہی اوس سی نہ بولا جای ہی مجھسی

سنبھلنی دی مجھی ای ناامیدی کیا قیامت ہی
کہ دامان خیال یار چھوٹا جای ہی مجھسی

تکلف برطرف نظارگی مین بھی سہی لیکن
وہ دیکھا جای کب یہ ظلم دیکھا جای ہی مجھسی

ہوی ہین پانو ہی پہلی نبرد عشق مین زخمی
نہ بھاگا جای ہی مجھسی نہ ٹھہرا جای ہی مجھسی

۱۹۳
قیامت ہی کہ ہووی مدعی کا ہمسفر غالب
وہ کافر جو خدا کو بھی نہ سونپا جای ہی مجھسی

زبسکہ مشق تماشا جنون علامت ہی
کشاد و بست مژہ سیلی ندامت ہی

نجانون کیونکه مٹی داغ طعن بد عهدی
تجهی که آینه بهی ورطهٔ ملامت هی

بپیچ وتاب هوس سلک عافیت مت توڑ
نگاه عجز سر رشتهٔ سلامت هی

۱۹۴
وفا مقابل و دعوای عشق بی بنیاد
جنون ساخته و فصل گل قیامت هی

لاغر اتنا هون که گر تو بزم مین جا دی مجهی
میرا ذمه دیکهکر گر کوئی بتلا دی مجهی

کیا تعجب هی که اوسکو دیکهکر آجای رحم
وان تلک کوئی کسی حیلی سی پهنچا دی مجهی

منه نه دکهلاوی نه دکهلا پر بانداز عتاب
کهولکر پرده ذرا آنکهین هی دکهلا دی مجهی

۱۹۵
یان تلک میری گرفتاری سی وه خوش هی که مین
زلف گر بن جاؤن تو شانه مین اولجها دے مجهی

بازیچهٔ اطفال هی دنیا مری آگی
هوتا هی شب و روز تماشا مری آگی

اک کهیل هی اورنگ سلیمان مری نزدیک
اک بات هی اعجاز مسیحا مری آگی

جز نام نهین صورت عالم مجهی منظور
جز وهم نهین هستی اشیا مری آگی

هوتا هی نهان گرد مین صحرا مری هوتی
گهستا هی جبین خاک په دریا مری آگی

مت پوچهه که کیا حال هی میرا تری پیچهی
تو دیکهه که کیا رنگ هی تیرا مری آگی

سچ کهتی هو خودبین و خودآرا هون نه کیون هون
بیٹها هی بت آئینه سیما مری آگی

پهر دیکهیی انداز گل افشانی گفتار
رکهدی کوئی پیمانهٔ صهبا مری آگی

نفرت کا گمان گزری هی مین رشک سی گزرا
کیونکر کهون لو نام نه اونکا مری آگی

ایمان مجهی روکی هی جو کهینچی هی مجهی کفر
کعبه مری پیچهی هی کلیسا مری آگی

عاشق هون په معشوق فریبی هی مرا کام
مجنون کو برا کهتی هی لیلا مری آگی

خوش هوتی هین پ وصل مین یون مر نهین جاتی
آئی شب هجران کی تمنا مری آگی

هی موجزن اک قلزم خون کاش یهی هو
آتا هی ابهی دیکهیی کیا کیا مری آگی

گو ہاتہہ کو جنبش نہین آنکہون مین تو دم ہی / رہنی دو ابہی ساغر و مینا مری آگی

۱۹۶ ہم پیشہ و ہم مشرب و ہمراز ہی میرا / غالب کو برا کیون کہو اچہا مری آگی

کہون جو حال تو کہتی ہو مدعا کہیی / تمہین کہو کہ جو تم یون کہو تو کیا کہیی

نہ کہیو طعن سی پہر تم کہ ہم ستمگر ہین / مجہی تو خو ہی کہ جو کچہہ کہو بجا کہیی

وہ نیشتر سہی پر دل مین جب اوتر جاوی / نگاہ ناز کو پہر کیون نہ آشنا کہیی

نہین ذریعۂ راحت جراحت پیکان / وہ زخم تیغ ہی جسکو کہ دلکشا کہیی

جو مدعی بنی اوسکی نہ مدعی بنیی / جو ناسزا کہی اوسکو نہ ناسزا کہیی

کہین حقیقت جانکاہی مرض لکہیی / کہین مصیبت ناسازی دوا کہیی

کبہی شکایت رنج گران نشین کہیی / کبہی حکایت صبر گریز پا کہیی

رہی نہ جان تو قاتل کو خونبہا دیجی / کٹی زبان تو خنجر کو مرحبا کہیی

نہین نگار کو الفت نہ ہو نگار تو ہی / روانی روش و مستی ادا کہیی

نہین بہار کو فرصت نہ ہو بہار تو ہی / طراوت چمن و خوبی ہوا کہیی

۱۹۷ سفینہ جبکہ کنارے پہ آ لگا غالب / خدا سی کیا ستم و جور ناخدا کہیی

رونی سی اور عشق مین بیباک ہو گئی / دہوئی گئی ہم اتنی کہ بس پاک ہو گئی

صرف بہای می ہوئی آلات میکشی / تہی یہ ہی دو حساب سو یون پاک ہو گئی

رسوای دہر گو ہوی آوارگی سی تم / باری طبیعتون کی تو چالاک ہو گئی

کہتا ہی کون نالۂ بلبل کو بی اثر / پردی مین گل کی لاکہہ جگر چاک ہو گئی

پوچہی ہی کیا وجود و عدم اہل شوق کا / آپ اپنی آگ کی خس و خاشاک ہو گئی

کرنی گئی تہی اوس سی تغافل کا ہم گلا / کی ایک ہی نگاہ کہ بس خاک ہو گئی

١٩٨ اس رنگ سے اٹھائی کل اس نے اسد کی نعش
دشمن بھی جسکو دیکھ کے غمناک ہو گئے

نشہ ہا شاداب رنگ و ساز ہا مست طرب
شیشۂ مے سرو سبز جویبار نغمہ ہے

١٩٩ ہمنشیں مت کہہ کہ برہم کر نہ بزم عیش دوست
واں تو میرے نالہ کو بھی اعتبار نغمہ ہے

عرض ناز شوخی دنداں برای خندہ ہے
دعوی جمعیت احباب جای خندہ ہے

ہے عدم میں غنچہ محو عبرت انجام گل
یکجہاں زانو تامل در قفای خندہ ہے

کلفت افسردگی کو عیش بیتابی حرام
ورنہ دنداں در دل افشردن بنای خندہ ہے

٢٠٠ سوزش باطن کی ہیں احباب منکر ورنہ یاں
دل محیط گریہ و لب آشنای خندہ ہے

حسن بے پروا خریدار متاع جلوہ ہے
آئینہ زانوی فکر اختراع جلوہ ہے

٢٠١ تا کجا اے آگہی رنگ تماشا باختن
چشم وا گردیدہ آغوش وداع جلوہ ہے

جب تک دہان زخم نہ پیدا کرے کوئی
مشکل کہ تجھ سے راہ سخن وا کرے کوئی

عالم غبار وحشت مجنوں ہے سر بسر
کب تک خیال طرۂ لیلا کرے کوئی

افسردگی نہیں طرب انشای التفات
ہاں درد بن کے دل میں مگر جا کرے کوئی

رونے سے اے ندیم ملامت نہ کر مجھے
آخر کبھی تو عقدۂ دل وا کرے کوئی

چاک جگر سے جب رہ پرسش نہ وا ہوئی
کیا فائدہ کہ جیب کو رسوا کرے کوئی

لخت جگر سے ہے رگ ہر خار شاخ گل
تا چند باغبانی صحرا کرے کوئی

ناکامی نگاہ ہے برق نظارہ سوز
تو وہ نہیں کہ تجھ کو تماشا کرے کوئی

ہر سنگ و خشت ہے صدف گوہر شکست
نقصاں نہیں جنوں سے جو سودا کرے کوئی

سر پر ہوئی نہ وعدۂ صبر آزما سی عمر — فرصت کہان کہ تیری تمنا کری کوئی
ہی وحشت طبیعت ایجاد یاس خیز — یہ درد وہ نہین کہ نہ پیدا کری کوئی
بیکاری جنون کو ہی سر پیٹنی کا شغل — جب ہاتھ ٹوٹ جائین تو پھر کیا کری کوئی
حسن فروغ شمع سخن دور ہی اسد — پہلی دل گداختہ پیدا کری کوئی

۲۳۰

ابن مریم ہوا کری کوئی — میری دکھ کی دوا کری کوئی
شرع و آئین پر مدار سہی — ایسی قاتل کا کیا کری کوئی
چال جیسے کڑی کمان کا تیر — دل مین ایسی کی جا کری کوئی
بات پر وان زبان کٹتی ہی — وہ کہین اور سنا کری کوئی
بک رہا ہون جنون مین کیا کیا کچھ — کچھ نہ سمجھی خدا کری کوئی
نہ سنو گر برا کہی کوئی — نہ کہو گر برا کری کوئی
روک لو گر غلط چلی کوئی — بخش دو گر خطا کری کوئی
کون ہی جو نہین ہی حاجتمند — کس کی حاجت روا کری کوئی
کیا کیا خضر نی سکندر سی — اب کسی رہنما کری کوئی
جب توقع ہی اوٹھ گئی غالب — کیون کسی کا گلا کری کوئی

۲۳۱

بہت سہی غم گیتی شراب کم کیا ہے — غلام ساقی کوثر ہون مجھکو غم کیا ہے
تمہاری طرز و روش جانتی ہین ہم کیا ہی — رقیب پر ہی اگر لطف تو ستم کیا ہے
سخن مین خامۂ غالب کی آتش افشانی — یقین ہی ہمکو بھی لیکن اب اوس مین دم کیا ہے

باغ پا کر خفقانی یہ ڈراتا ہی مجھے — سایۂ شاخ گل افعی نظر آتا ہی مجھی
جوہر تیغ بسر چشمۂ دیگر معلوم — ہون مین وہ سبزہ کہ زہراب اگاتا ہی مجھی
مدعا محو تماشای شکست دل ہے — آئینہ خانہ مین کوئی لیی جاتا ہی مجھی

نالہ سرمایۂ یکعالم و عالم کف خاک — آسمان بیضۂ قمری نظر آتا ہی مجھے
زندگی مین تو وہ محفل سی اوٹھا دیتی تھی — دیکھون اب مرگئی پر کون اوٹھاتا ہی مجھے

روندی ہوئی ہی کوکبۂ شہریار کے — اترائی کیون نہ خاک سر رہگزار کے
جب اوسکی دیکھنی کی لیی آئین بادشاہ — لوگون مین کیون نمود نہو لالہ زار کے
بھوکی نہین ہین سیر گلستان کی ہم ولی — کیونکر نکھائیی کہ ہوا ہی بہار کے

ہزارون خواہشین ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلی — بہت نکلی مری ارمان لیکن پھر بھی کم نکلی
ڈری کیون میرا قاتل کیا رہیگا اوسکی گردن پر — وہ خون جو چشم تر سی عمر بھر یون دمبدم نکلی
نکلنا خلد سی آدم کا سنتی آئی ہین لیکن — بہت بی آبرو ہوکر تری کوچی سی ہم نکلی
بھرم کھلجائی ظالم تیری قامت کی درازی کا — اگر اس طرۂ پرپیچ و خم کا پیچ و خم نکلی
مگر لکھوای کوئی اوسکو خط تو ہم سی لکھوائی — ہوئی صبح اور گھر سی کان پر رکھکر قلم نکلی
ہوئی اس دور مین منسوب مجھسی بادہ آشامی — پھر آیا وہ زمانہ جو جہان مین جام جم نکلی
ہوئی جنسی توقع خستگی کی داد پانیکی — وہ ہمسی بھی زیادہ خستۂ تیغ ستم نکلی
محبت مین نہین ہی فرق جینی اور مرنیکا — اوسیکو دیکھکر جیتی ہین جس کافر پہ دم نکلی
کہان میخانہ کا دروازہ غالب اور کہان واعظ — پر اتنا جانتی ہین کل وہ جاتا تھا کہ ہم نکلی

کوہ کی ہون بار خاطر گر صدا ہو جائیی — بی تکلف ای شرار جستہ کیا ہو جائیی
بیضہ آسا ننگ بال و پر ہی یہ کنج قفس — از سر نو زندگی ہو گر رہا ہو جائیی

مستی بذوق غفلت ساقی ہلاک ہے — موج شراب یک مژۂ خوابناک ہے
جز زخم تیغ ناز نہین دلمین آرزو — جیب خیال بھی تری ہاتھون سی چاک ہی
جوش جنون سی کچھ نظر آتا نہین اسد — صحرا ہماری آنکھ مین یکمشت خاک ہی

ص ۲۰۸
لب عیسیٰ کی جنبش کرتی ہی گہوارہ جنبانی
قیامت کشتۂ لعل بتان کا خواب سنگین ہی

آمد سیلاب طوفان صدای آب ہی
نقش پا جو کان مین رکھتا ہی انگلی جادہ سی

بزم می وحشت کدہ ہی کس کی چشم مست کا
شیشہ مین نبض پری پنہان ہی موج بادہ سی

ہون مین بھی تماشائی نیرنگ تمنا
مطلب نہین کچھ اس سی کہ مطلب ہی بر آوی

ق ۲۰۹
سیاہی جیسی گر جاوی دم تحریر کاغذ پر
مری قسمت مین یون تصویر ہی شبہای ہجر انکی

ہجوم نالہ حیرت عاجز عرض یک افغان ہے
خموشی ریشۂ صد نیستان سی خس بدندان ہے

تکلف بر طرف ہی جانستان تر لطف بدخویان
نگاہ بیحجاب ناز تیغ تیز عریان ہے

ہوئی یہ کثرت غم سی تلف کیفیت شادی
کہ صبح عید مجکو بدتر از چاک گریبان ہے

دل و دین نقد لا ساقی سی گر سودا کیا چاہی
کہ اس بازار مین ساغر متاع دستگردان ہے

ص ۲۱۰
غم آغوش بلا مین پرورش دیتا ہی عاشق کو
چراغ روشن اپنا قلزم صرصر کا مرجان ہی

خموشیون مین تماشا ادا نکلتی ہے
نگاہ دل سی تری سرمہ سا نکلتی ہے

فشار تنگی خلوت سی بنتی ہی شبنم
صبا جو غنچہ کی پردہ مین جا نکلتی ہے

ص ۲۱۱
نہ پوچھ سینۂ عاشق سے آب تیغ نگاہ
کہ زخم روزن در سی ہوا نکلتی ہے

حسب النسیم شانہ کش زلف یار ہی
نافہ دماغ آہوی دشت تتار ہے

کسکا سراغ جلوہ ہے حیرت کو اے خدا
آئینہ فرش شش جہت انتظار ہے

ہی ذرہ ذرہ تنگی جا سی غبار شوق
گر دام یہ ہی وسعت صحرا شکار ہے

دل مدعی و دیدہ بنا مدعا علیہ
نظارہ کا مقدمہ پھر روبکار ہے

چھڑکی ہی شبنم آئینۂ برگ گل پر آب
ای عندلیب وقت وداع بہار ہے

پیچ آپڑی ہی وعدہ دلدار کی مجھی
وہ آئی یا نہ آئی پہ یہان انتظار ہے

بی پردہ سوی وادی مجنون گزر نکر
ہر ذرہ کی نقاب مین دل بیقرار ہے

ای عندلیب یک کف خس بہر آشیان
طوفان آمد آمد فصل بہار ہے

دل مت گنوا خبر نہ سہی سیر ہی سہی
ای بیدماغ آئینہ تمثال دار ہے

۲۱۲
غفلت کفیل عمر و اسد ضامن نشاط
ای مرگ ناگہان تجھی کیا انتظار ہے

آئینہ کیون ندون کہ تماشا کہین جسی
ایسا کہان سی لاؤن کہ تجھسا کہین جسے

حسرت نی لا رکھا تری بزم خیال مین
گلدستۂ نگاہ سویدا کہین جسے

پھونکا ہی کسنی گوش محبت مین ای خدا
افسون انتظار تمنا کہین جسے

سر پر ہجوم درد غریبی سی ڈالیی
وہ ایک مشت خاک کہ صحرا کہین جسے

ہی چشم تر مین حسرت دیدار سی نہان
شوق عنان گسیختہ دریا کہین جسے

درکار ہی شگفتن گلہای عیش کو
صبح بہار پنبۂ مینا کہین جسے

۲۱۳
غالب برا نمان جو واعظ برا کہی
ایسا بھی کوئی ہی کہ سب اچھا کہین جسی

شبنم بہ گل لالہ نہ خالی ز ادا ہے
داغ دل بیدرد نظرگاہ حیا ہی

دل خون شدۂ کشمکش حسرت دیدار
آئینہ بدست بت بدمست حنا ہے

شعلہ سی نہوتی ہوس شعلہ نی جو کی
جی کسقدر افسردگی دل پہ جلا ہے

تمثال مین تیری ہی وہ شوخی کہ بصد ذوق
آئینہ بہ انداز گل آغوش کشا ہے

قمری کف خاکستر و بلبل قفس رنگ
ای نالہ نشان جگر سوختہ کیا ہے

خونی تری افسردہ کیا وحشت دل کو — معشوقی و بی حوصلگی طرفہ بلا ہے
مجبوری و دعوای گرفتاری الفت — دست تہ سنگ آمدہ پیمان وفا ہے
معلوم ہوا حال شہیدان گزشتہ — تیغ ستم آئینۂ تصویر نما ہے
ای پرتو خورشید جہانتاب ادہر بھی — سایہ کیطرح ہمپہ عجب وقت پڑا ہے
ناکردہ گناہونکی بھی حسرت کی ملی داد — یارب اگر ان کردہ گناہونکی سزا ہے

۲۱۴ بیگانگی خلق سی بیدل نہو غالب
کوئی نہین تیرا تو مری جان خدا ہے

منظور تھی یہ شکل تجلی کو نور کے — قسمت کھلی ترے قد و رخ کی ظہور کی
اک خونچکان کفن مین کروڑون بناؤ ہین — پڑتی ہی آنکھہ تیرے شہیدون پہ حور کی
واعظ نہ تم پیو نہ کسیکو پلا سکو — کیا بات ہی تمہاری شراب طہور کی
لڑتا ہی مجہسی حشر مین قاتل کہ کیون اٹہا — گویا ابہی سنی نہین آواز صور کی
آمد بہار کی ہی جو بلبل ہی نغمہ سنج — اڑتی سی اک خبر ہی زبانی طیور کی
گو وان نہین پہ وانکی نکالی ہوی تو ہین — کعبہ سی ان بتونکو بھی نسبت ہی دور کی
کیا فرض ہی کہ سبکو ملی ایک سا جواب — آو نہ ہم بھی سیر کرین کوہ طور کی
گرمی سہی کلام مین لیکن نہ اسقدر — کی جس سی بات اوسنی شکایت ضرور کی

۲۱۵ غالب گر اس سفر مین مجھی ساتہ لی چلین
حج کا ثواب نذر کرونگا حضور کی

غم کہانی مین بودا دل ناکام بہت ہے — یہ رنج کہ کم ہی مے گلفام بہت ہے
تی ہوی ساقی سی حیا آتی ہی ورنہ — ہی یون کہ مجھی درد تہ جام بہت ہے
نی تیر کمان مین ہی نہ صیاد کمین مین — گوشہ مین قفس کی مجھی آرام بہت ہے
کیا زہد کو مانون کہ نہو گرچہ ریائی — پاداش عمل کی طمع خام بہت ہے

ہیں اہل خرد کس روش خاص پہ نازاں — پابستگی رسم و رہ عام بہت ہے

زمزم ہی پہ چھوڑو مجھے کیا طوف حرم سے — آلودہ بہ مے جامۂ احرام بہت ہے

ہے قہر گر اب بھی نہ بنے بات کہ انکو — انکار نہیں اور مجھے ابرام بہت ہے

خوں ہو کے جگر آنکھ سے ٹپکا نہیں اے مرگ — رہنے دے مجھے یاں کہ ابھی کام بہت ہے

ہوگا کوئی ایسا بھی کہ غالب کو نہ جانے
شاعر تو وہ اچھا ہے پہ بدنام بہت ہے

لہ

مدت ہوئی ہے یار کو مہماں کیے ہوئے — جوش قدح سے بزم چراغاں کیے ہوئے

کرتا ہوں جمع پھر جگر لخت لخت کو — عرصہ ہوا ہے دعوت مژگاں کیے ہوئے

پھر وضع احتیاط سے رکنے لگا ہے دم — برسوں ہوئے ہیں چاک گریباں کیے ہوئے

پھر گرم نالہ ہائے شرربار ہے نفس — مدت ہوئی ہے سیر چراغاں کیے ہوئے

پھر پرسش جراحت دلکو چلا ہے عشق — سامان صد ہزار نمکداں کیے ہوئے

پھر بھر رہا ہے خامۂ مژگاں بخون دل — ساز چمن طرازی داماں کیے ہوئے

باہم دگر ہوئے ہیں دل و دیدہ پھر رقیب — نظارہ و خیال کا ساماں کیے ہوئے

دل پھر طواف کوئے ملامت کو جائے ہے — پندار کا صنم کدہ ویراں کیے ہوئے

پھر شوق کر رہا ہے خریدار کی طلب — عرض متاع عقل و دل و جاں کیے ہوئے

دوڑے ہے پھر ہر ایک گل و لالہ پر خیال — صد گلستاں نگاہ کا ساماں کیے ہوئے

پھر چاہتا ہوں نامۂ دلدار کھولنا — جاں نذر دلفریبی عنواں کیے ہوئے

مانگے ہے پھر کسی کو لب بام پر ہوس — زلف سیاہ رخ پہ پریشاں کیے ہوئے

چاہے ہے پھر کسی کو مقابل میں آرزو — سرمے سے تیز دشنۂ مژگاں کیے ہوئے

اک نوبہار ناز کو تاکے ہے پھر نگاہ — چہرہ فروغ مے سے گلستاں کیے ہوئے

پھر جی میں ہے کہ در پہ کسی کے پڑے رہیں — سر زیر بار منت درباں کیے ہوئے

جی ڈہونڈتا ہی پہر وہی فرصت کہ رات دن | بیٹہی رہین تصور جانان کیے ہوے

۲۱۷

غالب ہمین نہ چہیڑ کہ پہر جوش اشک سی
بیٹہی ہین ہم تہیہ طوفان کیے ہوے

نوید امن ہی بیداد دوست جانکی لیی
رہی نہ طرز ستم کوئی آسمان کی لیے

بلا سی گر مژہ یار تشنہ خون ہے
رکہون کچہہ اپنی بہی مژگان خونفشانکی لیئے

وہ زندہ ہم ہین کہ ہین روشناس خلق اے خضر
نہ تم کہ چور بنی عمر جاودان کی لیئے

رہا بلا مین بہی مین مبتلای آفت رشک
بلای جان ہی ادا تیری اکجہانکی لیے

فلک نہ دور رکہہ اوس سی مجہی کہ مین ہی نہین
دراز دستی قاتل کی امتحانکی لیے

مثال یہہ مری کوشش کی ہی کہ مرغ اسیر
کری قفس مین فراہم خس آشیانکی لیے

گدا سمجہکی وہ چپ تہا مری خوشامد سی
اوٹہا اور اوٹہکی قدم مینی پاسبانکی لیے

بقدر شوق نہین ظرف تنگنای غزل
کچہہ اور چاہیی وسعت میری بیانکی لیے

دیا ہی خلق کو بہی تا اوسی نظر نہ لگے
بنا ہی عیش تجمل حسین خان کی لیے

زبان پہ بار خدایا یہہ کسکا نام آیا
کہ میری نطق نی بوسی میری زبانکی لیے

نصیر دولت و دین اور معین ملت و ملک
بنا ہی چرخ برین جس کی آستانکی لیی

زمانہ عہد مین اوسکی ہی محو آرائش
بنینگی اور ستاری اب آسمانکی لیے

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہیی اس بحر بیکران کی لیے

ادای خاص سی غالب ہوا ہی نکتہ سرا
صلای عام ہی یاران نکتہ دان کی لیے

تمت

تمام ہوئین یہانتک غزلین دیوان غالب کی اب آگے قصائد و قطعات ہین

قصائد

ساز یکذرہ نہیں فیض چمن سی بیکار
سایہ لالۂ بیداغ سویدای بہار

مستی باد صبا سی ہی بعرض سبزہ
ریزہ شیشۂ می جوہر تیغ کہسار

سبز ہی جام زمرد کیطرح داغ پلنگ
تازہ ہی ریشۂ نارنج صفت روی شرار

مستی ابر سی گلچین طرب ہی حسرت
کہ اس آغوش میں ممکن ہی دو عالم کا فشار

کوہ و صحرا ہمہ معموری شوق بلبل
راہ خوابیدہ ہوی خندۂ گل سی بیدار

سونپی ہی فیض ہوا صورت مژگان یتیم
سرنوشت دو جہاں ابر بیک سطر غبار

کاٹکر پھینکیے ناخن تو باندازِ ہلال
قوت نامیہ اوسکو بھی نچھوڑی بیکار

کف ہر خاک بگردون شدہ قمری پرواز
دام ہر کاغذ آتش زدہ طاوس شکار

میکدے میں ہو اگر آرزوی گل چینی
بھول جا یک قدح بادہ بطاق گلزار

موج گل ڈھونڈھ بخلوتکدۂ غنچۂ باغ
گم کری گوشۂ میخانہ میں گر تو دستار

کھینچی گر مانی اندیشہ چمن کی تصویر
سبز مثل خط نوخیز ہو خط پرکار

لعل سی کی ہی پی زمزمہ مدحت شاہ
طوطی سبزۂ کہسار نے پیدا منقار

وہ شہنشاہ کہ جس کی پی تعمیر سرا
چشم جبریل ہوئی قالب خشت دیوار

فلک العرش ہجوم خم دوش مزدور
رشتۂ فیض ازل ساز طناب معمار

سبزۂ نہ چمن و یک خط پشت لب بام
رفعت ہمت صد عارف و یک اوج حصار

وان کی خاشاک سی حاصل ہو جسی یک پرکاہ
وہ رہی مروحۂ بال پری سی بیزار

خاک صحرای نجف جوہر سیر عرفا
چشم نقش قدم آئینہ بخت بیدار

ذرہ اوس گرد کا خورشید کو آئینہ ناز
گرد اوس دشت کی امید کو احرام بہار

آفرینش کو ہی وانسی طلب مستی ناز
عرض خمیازہ ایجاد ہی ہر موج غبار

مطلع ثانی

فیض سی تیری ہی ای شمع شبستان بہار
دل پروانہ چراغان پر بلبل گلزار

شکل طاؤس کری آئینہ خانہ پرواز
ذوق مین جلوہ کی تیری بہوای دیدار

تیری اولاد کی غم سی ہی بروی گردون
سلک اختر مین مہ نو مژۂ گوہر بار

ہم عبادت کو ترا نقش قدم مُہر نماز
ہم ریاضت کو تری حوصلہ سی استظہار

مدح مین تیری نہان زمزمہ نعت نبی
جام سی تیری عیان بادہ جوش اسرار

جوہر دست دعا آئینہ یعنی تاثیر
یکطرف نازش مژگان و دگر سو غم خار

مردمک سی ہو عزا خانۂ اقبال نگاہ
خاک در کی تری جو چشم نہو آئینہ دار

دشمن آل نبی کو بطرب خانۂ دہر
عرض خمیازۂ سیلاب ہو طاق دیوار

دیدہ تا دل اسد آئینہ یک پرتو شوق
فیض معنی سی خط ساغر راقم سرشار

قصیدہ

دہر جز جلوۂ یکتائی معشوق نہین
ہم کہان ہوتی اگر حسن نہوتا خودبین

بیدلیہای تماشا کہ نہ عبرت ہی نہ ذوق
بیکسیہای تمنا کہ نہ دنیا ہی نہ دین

ہرزہ ہی نغمۂ زیر و بم ہستی و عدم
لغو ہی آئینۂ فرق جنون و تمکین

نقش معنی ہمہ خمیازۂ عرض صورت
سخن حق ہمہ پیمانۂ ذوق تحسین

لاف دانش غلط و نفع عبادت معلوم
دُرد یک ساغر غفلت ہی چہ دنیا و چہ دین

مثل مضمون وفا باد بدست تسلیم
صورت نقش قدم خاک بفرق تمکین

عشق بیربطی شیرازۂ اجزای حواس
وصل زنگار رخ آئینۂ حسن یقین

کوہکن گرسنہ مزدور طربگاہ رقیب
بیستون آئینۂ خواب گران شیرین

کسنی دیکھا نفس اہل وفا آتش خیز
کسنی پایا اثر نالہ دلہای حزین

سامعِ زمزمۂ اہلِ جہان ہون لیکن / نہ سر و برگِ ستایش نہ دماغِ نفرین

کس قدر ہرزہ سرا ہون کہ عیاذاً باللہ / یک قلم خارجِ آدابِ وقار و تمکین

نقشِ لاحول لکھہ ای خامۂ ہذیان تحریر / یا علیؑ عرض کر ای فطرتِ وسواس قرین

مظہرِ فیضِ خدا جان و دلِ ختمِ رسل / قبلۂ آلِ نبی کعبۂ ایجادِ یقین

ہو وہ سرمایۂ ایجاد جہان گرمِ خرام / ہر کفِ خاک ہی وان گردۂ تصویرِ زمین

جلوہ پرداز ہو نقشِ قدم اوسکا جسجا / وہ کفِ خاک ہی ناموسِ دو عالم کی امین

نسبتِ نام سی اوسکی ہی یہ رتبہ کہ رہی / ابداً پشتِ فلک خم شدۂ نازِ زمین

فیضِ خلق اوسکا ہی شامل ہی کہ ہوتا ہی سدا / بوی گل سی نفسِ بادِ صبا عطر آگین

برشِ تیغ کا اوسکی ہی جہانمین چرچا / قطع ہو جای نہ سر رشتۂ ایجاد کہین

کفر سوز اوسکا وہ جلوہ ہی کہ جس سی ٹوٹی / رنگ عاشق کیطرح رونقِ بتخانۂ چین

جان پناہا دل و جان فیض رسانا شاہا / وصیِ ختمِ رسلؐ تو ہی بفتوای یقین

جسمِ اطہر کو تری دوشِ پیمبر منبر / نامِ نامی کو تری ناصیۂ عرش نگین

کس سی ممکن ہی تری مدح بغیر از واجب / شعلۂ شمع مگر شمع پہ باندہی آئین

آستان پر ہی تری جوہرِ آئینۂ سنگ / رقمِ بندگیِ حضرتِ جبریلِ امین

تیری در کی لیی اسبابِ نثار آمادہ / خاکیونکو جو خدا نی دیی جان و دل و دین

تیری مدحت کی لیی ہین دل و جان کام و زبان / تیری تسلیم کو ہین لوح و قلم دست و جبین

کس سی ہو سکتی ہی مداحیِ ممدوحِ خدا / کس سی ہو سکتی ہی آرایشِ فردوسِ برین

جنسِ بازارِ معاصی اسد اللہ اسد / کہ سوا تیری کوئی اوسکا خریدار نہین

شوخیِ عرضِ مطالب مین ہی گستاخِ طلب / ہی تری حوصلۂ فضل پہ ازبسکہ یقین

دی دعا کو مری وہ مرتبۂ حسنِ قبول / کہ اجابت کہی ہر حرف پہ سو بار آمین

غمِ شبیر سی ہو سینہ یہان تک لبریز / کہ رہین خونِ جگر سی مری آنکھین رنگین

طبع کو الفت دلدل مین یہ گرمی شوق
کہ جہان تک چلی اوس سی قدم اور مجھسی جبین

دل الفت نسب و سینۂ توحید فضا
نگہ جلوہ پرست و نفس صدق گزین

صرف اعدا اثر شعلۂ و دود دوزخ
وقف احباب گل و سنبل فردوس برین

قصیدہ

ہان مہ نو سنین ہم اوسکا نام
جسکو تو جھک کی کر رہا ہی سلام

دو دن آیا ہی تو نظر دم صبح
یہی انداز اور یہی اندام

بارے دو دن کہان رہا غائب
بندہ عاجز ہی گردش ایام

اوڑکی جاتا کہان کہ تارون کا
آسمان نی بچھا رکھا تھا دام

مرحبا ای سرور خاص خواص
حبذا ای نشاط عام عوام

عذر مین تین دن نہ آنی کی
لیکی آیا ہی عید کا پیغام

اوسکو بھولا نچاہیی کہنا
صبح جو جای اور آئی شام

ایک مین کیا کہ سب نی جان لیا
تیرا آغاز اور ترا انجام

راز دل مجھسی کیون چھپاتا ہی
مجھکو سمجھا ہی کیا کہین نمام

جانتا ہون کہ آج دنیا مین
ایک ہی ہی امیدگاہ انام

مینی مانا کہ تو ہی حلقہ بگوش
غالب اوسکا مگر نہین ہی غلام

جانتا ہون کہ جانتا ہی تو
تب کہا ہی بطرز استفہام

مہر تابان کو ہو تو ہو ای ماہ
قرب ہر روزہ بر سبیل دوام

تجھکو کیا پایہ روشناسی کا
جز بتقریب عید ماہ صیام

جانتا ہون کہ اوسکی فیض سی تو
پھر بنا چاہتا ہی ماہ تمام

ماہ بن ماہتاب بن مین کون — مجکو کیا بانٹ دیگا تو انعام
میرا اپنا جدا معاملہ ہے — اور کے لین دین سی کیا کام
ہی مجھی آرزوی بخشش خاص — گر تجھی ہے امید رحمت عام
جو کہ بخشی کا تجکو فرّ فروغ — کیا نہ دیگا مجھے مئی گلفام
جب کہ چودہ منازل فلکی — کر چکے قطع تیری تیزی گام
تیری پرتو سی ہون فروغ پذیر — کوئی و مشکوی و صحن و منظر و بام
دیکھنا میری ہاتھہ مین لبریز — اپنی صورت کا ایک بلورین جام
پہر غزل کی روش پہ چل نکلا — توسن طبع چاہتا تہا لگام

غزل

زہر غم کر چکا تہا میرا کام — تجکو کسنی کہا کہ ہو بدنام
مئی ہی پہر کیون نہ مین پیی جاؤن — غم سی جب ہو گئی ہو زیست حرام
بوسہ کیسا یہی غنیمت ہے — کہ نہ سمجھین وہ لذت دشنام
کعبہ مین جا بجا ئینگے ناقوس — اب تو باندہا ہی دیر مین احرام
اوس قدح کا ہی دور مجکو نقد — چرخ نی لی ہی جس سی گردش وام
بوسہ دینی مین اون کو ہے انکار — دل کی لینی مین جنکو تہا ابرام

چھیڑتا ہون کہ اون کو غصہ آئی
کیون رکھون ورنہ غالب اپنا نام

کہہ چکا مین تو سب کچہہ اب تو کہہ — ای پری چہرہ پیک تیز خرام
کون ہی جس کی در پہ ناصیہ سا — ہین مہ و مہر و زہرہ و بہرام
تو نہین جانتا تو مجھسے سن — نام شاہنشہ بلند مقام

قبلۂ چشم و دل بہادر شاہ | مظہر ذو الجلال و الاکرام
شہسوار طریقۂ انصاف | نوبہار حدیقۂ اسلام
جسکا ہر فعل صورت اعجاز | جسکا ہر قول معنی الہام
بزم مین میزبان قیصر و جم | رزم مین اوستاد رستم و سام
ای ترا لطف زندگی افزا | ای ترا عہد فرخی فرجام
چشم بد دور خسروانہ شکوہ | لوحش اللہ عارفانہ کلام
جان نثارون مین تیری قیصر روم | جرعہ خوارون مین تیری مرشد جام
وارث ملک جانتی ہین تجھے | ایرج و تور و خسرو و بہرام
زور بازو مین مانتی ہین سب تجھے | گیو و گودرز و بیژن و رہام
مرحبا موشگافی ناوک | آفرین آبداری صمصام
تیر کو تیری تیر غیر ہدف | تیغ کو تیری تیغ خصم نیام
رعد کا کر رہی ہی کیا دم بند | برق کو دے رہا ہی کیا الزام
تیری فیل گران جسد کی صدا | تیری رخش سبک عنان کا خرام
فن صورت گری مین تیرا گرز | گر نہ رکھتا ہو دستگاہ تمام
اوسکی مضروب کی سر و تن سی | کیون نمایان ہو صورت ادغام
جب ازل مین رقم پذیر ہوے | صفحہ ہای لیالی و ایام
اور اون اوراق مین بہ کلک قضا | مجملا مندرج ہوئی احکام
لکھدیا شاہدون کو عاشق کش | لکھدیا عاشقون کو دشمن کام
آسمان کو کہا گیا کہ کہین | گنبد تیز گرد نیلی فام
حکم ناطق لکھا گیا کہ لکھین | خال کو دانہ اور زلف کو دام
آتش و آب و باد و خاک نی لیے | وضع سوز و نم و رم و آرام

مہرِ رخشان کا نام خسروِ روز | ماہِ تابان کا اسم شحنۂ شام
تیری توقیع سلطنت کو بھی | دی بدستورِ صورتِ ارقام
کاتبِ حکم نے بموجبِ حکم | اوس رقم کو دیا طرازِ دوام
ہی ازل سے روائی آغاز | ہو ابد تک رسائی انجام

قصیدہ

صبحدم دروازۂ خاور کھلا | مہرِ عالمتاب کا منظر کھلا
خسروِ انجم کی آیا صرف مین | شب کو تھا گنجینۂ گوہر کھلا
وہ بھی تھی اک سیمیا کی سی نمود | صبح کو رازِ مہ و اختر کھلا
ہین کواکب کچھہ نظر آتی ہین کچھہ | دیتے ہین دھوکا یہ بازیگر کھلا
سطحِ گردون پر پڑا تھا رات کو | موتیون کا ہر طرف زیور کھلا
صبح آیا جانبِ مشرق نظر | اک نگارِ آتشین رخ سر کھلا
تھی نظر بندی کیا جب ردِّ سحر | بادۂ گلرنگ کا ساغر کھلا
لاکی ساقی نی صبوحی کی لیے | رکھدیا ہے ایک جامِ زر کھلا
بزمِ سلطان نے ہوئی آراستہ | کعبۂ امن و امان کا در کھلا
تاجِ زرین مہرِ تابان سے سوا | خسروِ آفاق کی موہنہ پر کھلا
شاہِ روشندل بہادر شہ کہ ہی | رازِ ہستی اوس پہ سرتاسر کھلا
وہ کہ جس کی صورتِ تکوین مین | مقصدِ نہ چرخ و ہفت اختر کھلا
وہ کہ جس کی ناخنِ تاویل سے | عقدۂ احکامِ پیغمبر کھلا
پہلے دارا کا نکل آیا ہی نام | اوسکی سرہنگون کا جب دفتر کھلا

روشناسونکی جہان فہرست ہے — وان لکھاہی چہرۂ قیصر کھلا
توسن شہ مین ہی وہ خوبی کہ جب — تھان سے وہ غیرت صرصر کھلا
نقش پاکی صورتین وہ دلفریب — توکہی بتخانۂ آزر کھلا
مجھپہ فیض تربیت سی شاہ کی — منصب مہر و مہ و محور کھلا
لاکھہ عقدی دل مین تھی لیکن ہر ایک — میری حد وسع سی باہر کھلا
تھا دل وابستہ قفل بی کلید — کسنی کھولا کب کھلا کیونکر کھلا
باغ معنی کی دکھاؤن گا بہار — مجھسی گر شاہ سخن گستر کھلا
ہو جہان گرم غزلخوانی نفس — لوگ جانین طبلۂ عنبر کھلا

غزل

کنج مین بیٹھا رہون یون پر کھلا — کاشکی ہوتا قفس کا در کھلا
ہم پکارین اور کھلی یون کون جای — یار کا دروازہ پاوین گر کھلا
ہمکو ہی اس رازداری پر گھمنڈ — دوست کا ہی راز دشمن پر کھلا
واقعی دل پر بھلا لگتا تھا داغ — زخم لیکن داغ سی بہتر کھلا
ہاتھہ سی رکھدی کب ابرو نی کمان — کب کمر سی غمزہ کی خنجر کھلا
مفت کا کسکو برا ہی بدرقہ — رہروی مین پردۂ رہبر کھلا
سوز دل کا کیا کری باران اشک — آگ بھڑکی مینہ اگر دم بھر کھلا
نامہ کی ساتہ آگیا پیغام مرگ — رہ گیا خط میری چھاتی پر کھلا

دیکھیو غالب سی گر الجھا کوئی
ہی ولی پوشیدہ اور کافر کھلا

پھر ہوا مدحت طرازی کا خیال — پھر مہ و خورشید کا دفتر کھلا

خامہ نے پائی طبیعت سے مدد
بادبان بھی اوٹھتے ہی لنگر کھلا

مدح سے ممدوح کے دیکھی شکوہ
یہاں عرض سے رتبۂ جوہر کھلا

مہر کانپا چرخ چکر کھا گیا
بادشہ کا رایت لشکر کھلا

بادشہ کا نام لیتا ہے خطیب
اب علوِّ پایۂ منبر کھلا

سکہ شہ کا ہوا ہے روشناس
اب عیار آبروے زر کھلا

شاہ کے آگے دھرا ہے آئینہ
اب مآل سعیِ اسکندر کھلا

ملک کے وارث کو دیکھا خلق نے
اب فریب طغرل و سنجر کھلا

ہو سکے کیا مدح ہاں اک نام ہے
دفتر مدح جہاں داور کھلا

فکر اچھی پر ستایش نا تمام
عجز اعجاز ستایش گر کھلا

جانتا ہوں ہے خط لوح ازل
تم پہ اے خاقان نام آور کھلا

تم کرو صاحبقرانی جب تلک
ہے طلسم روز و شب کا در کھلا

در صفت انبہ

ہاں دل دردمند زمزمہ ساز
کیوں نہ کھولے در خزینۂ راز

خامہ کا صفحہ پر رواں ہونا
شاخ گل کا ہے گلفشاں ہونا

مجھ سے کیا پوچھتا ہے کیا لکھیے
نکتہ ہائے خرد فزا لکھیے

باری آموں کا کچھ بیاں ہو جائے
خامہ نخل رطب فشاں ہو جائے

آم کا کون مرد میدان ہے
ثمر و شاخ گوی و چوگان ہے

تاک کے جی میں کیوں رہے ارمان
آئے یہ گوی اور یہ میدان

آم کے آگے پیش جاوے خاک
پھوڑتا ہے جلے پھپھولے تاک

نکلا جب کس طرح مقدور ‌ ‌ ‌ بادہ ناب بنگیا انگور

یہ بھی ناچار جیکا کھونا ہے ‌ ‌ ‌ شرم سی پانی پانی ہوتا ہے

مجھسی پوچھو تمہین خبر کیا ہے ‌ ‌ ‌ آم کے آگے نیشکر کیا ہے

نہ گل اوس مین نہ شاخ و برگ نہ بار ‌ ‌ ‌ جب خزان آئی تب ہو اوسکی بہار

اور دوڑایئے قیاس کہان ‌ ‌ ‌ جان شیرین مین یہ مٹھاس کہان

جان مین ہوتی گر یہ شیرینی ‌ ‌ ‌ کوہکن باوجود غمگینی

جان دینی مین اوسکو یکتا جان ‌ ‌ ‌ پر وہ یون سہل دی نسکتا جان

نظر آتا ہی یون مجہی یہ ثمر ‌ ‌ ‌ کہ دواخانۂ ازل مین مگر

آتش گل پہ قند کا ہی قوام ‌ ‌ ‌ شیرہ کی تار کا ہی ریشہ نام

یا یہ ہوگا کہ فرط رافت سی ‌ ‌ ‌ باغبانون نی باغ جنت سے

انگبین کی بحکم رب الناس ‌ ‌ ‌ بہر کے بہیجین ہین سربمہر گلاس

یا لگا کر خضر نے شاخ نبات ‌ ‌ ‌ مدتون تک دیا ہی آب حیات

تب ہوا ہی ثمر فشان یہ نخل ‌ ‌ ‌ ہم کہان ورنہ اور کہان یہ نخل

تھا ترنج زر ایک خسرو پاس ‌ ‌ ‌ رنگ کا زرد پر کہان بو باس

آم کو دیکھتا اگر اک بار ‌ ‌ ‌ پہینکدیتا طلای دست افشار

رونق کارگاہ برگ و نوا ‌ ‌ ‌ نازش دودمان آب و ہوا

رہرو راہ خلد کا توشہ ‌ ‌ ‌ طوبی و سدرہ کا جگر گوشہ

صاحب شاخ و برگ و بار ہی آم ‌ ‌ ‌ ناز پروردۂ بہار ہے آم

خاص وہ آم جو نہ ارزان ہو ‌ ‌ ‌ نوبر نخل باغ سلطان ہو

وہ کہ ہی والی ولایت عہد ‌ ‌ ‌ عدل سے اوسکے ہی حمایت عہد

فخر دین عز شان و جاہ جلال ‌ ‌ ‌ زینت طینت و جمال کمال

کارفرمای دین و دولت و بخت	چہرہ آرای تاج و مسند و تخت
سایہ اوسکا ہما کا سایہ ہے	خلق پر وہ خدا کا سایہ ہے
ای مفیض وجود سایہ و نور	جب تلک ہی نمود سایہ و نور
اس خداوند بندہ پرور کو	وارث گنج و تخت و افسر کو

شاد و دل شاد و شادمان رکھیو
اور **غالب** پہ مہربان رکھیو

قطعات

ای شہنشاہ فلک منظر بیمثل و نظیر	ای جہاندار کرم شیوۂ بی شبہ و عدیل
پانو سی تیری ملی فرق ارادت اورنگ	فرق سی تیری کیا کسب سعادت اکلیل
تیرا انداز سخن شانۂ زلف الہام	تیری رفتار قلم جنبش بال جبریل
تجھسی عالم پہ کھلا رابطۂ قرب کلیم	تجھسی دنیا مین بچھا مائدۂ بذل خلیل
بسخن اوج دہ مرتبۂ معنی و لفظ	بکرم داغ نہ ناصیۂ قلزم و نیل
تا ترے وقت مین ہو عیش و طرب کی توفیر	تا ترے عہد مین ہو رنج و الم کی تقلیل
ماہ نی چھوڑ دیا ثور سے جانا باہر	زہرہ نی ترک کیا حوت سی کرنا تحویل
تیری دانش مری اصلاح مفاسد کی رہین	تیری بخشش مری انجاح مقاصد کی کفیل
تیرا اقبال ترحم مری جینی کی نوید	تیرا انداز تغافل مری مرنیکی دلیل
بخت ناساز نی چاہا کہ نہ دی مجکو اماں	چرخ کجباز نی چاہا کہ کری مجکو ذلیل
پیچھے ڈالی ہی سر رشتۂ اوقات مین گانٹھ	پہلی ٹھونکی ہی بن ناخن تدبیر مین کیل
تپش دل نہین بی رابطۂ خوف عظیم	کشش دم نہین بی ضابطۂ جر ثقیل
در معنی سی مرا صفحہ لقا کی ڈاڑھی	غم گیتی سی مرا سینہ امر کی زنبیل

فکر میری گہر اندوز اشارات کثیر　　کلک میری رقم آموز عبارات قلیل
میری ابہام پہ ہوتی ہی تصدق توضیح　　میری اجمال سی کرتی ہی تراوش تفصیل
نیک ہوتی مری حالت تو نہ دیتا تکلیف　　جمع ہوتی مری خاطر تو نہ کرتا تعجیل

قبلۂ کون و مکان خستہ نوازی مین یہ دیر
کعبۂ امن و امان عقدہ کشائی مین یہ ڈھیل

ایضاً

گئی وہ دن کہ نادانستہ غیرونکی وفاداری　　کیا کرتی تھی تم تقریر ہم خاموش رہتی تھی

بس اب بگڑی پہ کیا شرمندگی جانی دو مل جاؤ
قسم لو ہم سی گر یہ بھی کہین کیون ہم نکہتی تھی

کلکتہ کا جو ذکر کیا تو نی ہمنشین　　اک تیر میری سینہ مین مارا کہ ہای ہای
وہ سبزہ زار ہای مطرا کہ ہی غضب　　وہ نازنین بتان خود آرا کہ ہای ہای
صبر آزما وہ اونکی نگاہین کہ حف نظر　　طاقت ربا وہ اونکا اشارا کہ ہای ہای

وہ میوہ ہای تازۂ شیرین کہ واہ واہ
وہ بادہ ہای ناب گوارا کہ ہای ہای

در مدح ڈلی

ہی جو صاحب کی کف دست پہ یہ چکنی ڈلی　　زیب دیتا ہی اسی جس قدر اچھا کہیی
خامہ انگشت بدندان کہ اسی کیا لکھیی　　ناطقہ سر بگریبان کہ اسی کیا کہیی
مہر مکتوب عزیزان گرامی لکھیی　　حرز بازوی شگرفان خود آرا کہیی
مسی آلودہ سر انگشت حسینان لکھیی　　داغ طرف جگر عاشق شیدا کہیی

خاتمِ دستِ سلیمان کی مشابہ لکھیی
سرِ پستانِ پری زاد سی مانا کہیی

اخگرِ سوختۂ قیس سی نسبت دیجی
خالِ مشکینِ رخِ دلکشِ لیلا کہیی

حجر الاسودِ دیوارِ حرم کیجی فرض
نافۂ آہوی بیابانِ ختن کا کہیی

وضع مین اسکو اگر سمجھیی قافِ تریاق
رنگ مین سبزۂ نوخیز مسیحا کہیی

صومعی مین اسی ٹھہرائیی گر مُہرِ نماز
میکدی مین اسی خشتِ خمِ صہبا کہیی

کیون اسی قفلِ درِ گنجِ محبت لکھیی
کیون نہ اسی نقطۂ پرکارِ تمنا کہیی

کیون اسی گوہرِ نایابِ تصور کیجی
کیون نہ اسی مردمکِ دیدۂ عنقا کہیی

کیون اسی تکمۂ پیراہنِ لیلا لکھیی
کیون اسی نقشِ پیِ ناقۂ سلما کہیی

بندہ پرور کی کفِ دست کو دل کیجی فرض
اور اس چکنی سپاری کو سویدا کہیی

قطعہ

نہ پوچھ اسکی حقیقت حضورِ والا نی
مجھی جو بھیجی ہی بیسن کی روغنی روٹی

نہ کھاتی گیہون نکلتی نہ خلد سی باہر
جو کھاتی حضرتِ آدم یہ بیسنی روٹی

بیانِ مصنف

منظور ہی گزارشِ احوالِ واقعی
اپنا بیانِ حسنِ طبیعت نہین مجھی

سو پشت سی ہی پیشۂ آبا سپہگری
کچھ شاعری ذریعۂ عزت نہین مجھی

آزادہ رو ہون اور مرا مسلک ہی صلحِ کل
ہرگز کبھی کسی سی عداوت نہین مجھی

کیا کم ہی یہ شرف کہ ظفر کا غلام ہون
مانا کہ جاہ و منصب و ثروت نہین مجھی

استاد شہ سی ہو مجھی پرخاش کا خیال
ہی تاب یہ مجال یہ طاقت نہین مجھی

جام جہان نما ہی شہنشاہ کا ضمیر
سوگند اور گواہ کی حاجت نہین مجھی

مین کون اور ریختہ ہان اس سی مدعا
جز انبساط خاطر حضرت نہین مجھی

سہرا لکھا گیا ز رہِ امتثال امر
دیکھا کہ چارہ غیر اطاعت نہین مجھی

مقطع مین آپڑی ہی سخن گسترانہ بات
مقصود اوس سی قطع محبت نہین مجھی

روی سخن کسی کی طرف ہو تو روسیاہ
سودا نہین جنون نہین وحشت نہین مجھی

قسمت بری سہی پہ طبیعت بری نہین
ہی شکر کی جگہ کہ شکایت نہین مجھی

صادق ہون اپنی قول مین غالب خدا گواہ
کہتا ہون سچ کہ جھوٹ کی عادت نہین مجھی

مدح

نصرت الملک بہادر مجھی بتلا کہ مجھی
تجھسی جو اتنی ارادت ہی تو کس بات سی ہے

گرچہ تو وہ ہی کہ ہنگامہ اگر گرم کری
رونق بزم مہ و مہر تری ذات سی ہے

اور مین وہ ہون کہ گر جی مین کبھی غور کرون
غیر کیا خود مجھی نفرت مری اوقات سی ہے

خستگی کا ہو بھلا جس کی سبب سی سر دست
نسبت اک گونہ مری دلکو تری ہات سی ہے

ہاتھ مین تیری رہی توسن دولت کی عنان
یہ دعا شام و سحر قاضی حاجات سی ہے

تو سکندر ہی مرا فخر ہی ملنا تیرا
گو شرف خضر کی بھی مجکو ملاقات سی ہے

اسکی گذری نہ گمان ریو و ریا کا زنہار
غالب خاک نشین اہل خرابات سی ہے

متفرقات

ہی چار شنبہ آخر ماہ صفر چلو | رکھدین چمن مین بھر کی می مشکبو کی ناند
جو آئی جام بھر کی پی اور ہو کی مست | سبزیکو روندتا پھری پھولونکو جای پھاند
غالب یہ کیا بیان ہی بجز مدح پادشاہ | بھاتی نہین ہی اب مجھی کوئی نوشتہ خواند
بٹتی ہین سونی روپی کی چھلی حضور مین | ہی جنکی آگی سیم و زر مہر و ماہ ماند

یون سمجھیی کہ بیچ سی خالی کیی ہوی
لاکھون ہی آفتاب ہین اور بیشمار چاند

در مدح شاہ

اے شاہ جہانگیر جہان بخش جہاندار | ہی غیب سی ہر دم تجھی صد گونہ بشارت
جو عقدۂ دشوار کہ کوشش سی نہ وا ہو | تو وا کری اُس عقدیکو سو بھی باشارت
ممکن ہی کری خضر سکندر سی ترا ذکر | گر لب کو ندی چشمۂ حیوان سی طہارت
آصف کو سلیمان کی وزارت سی شرف تھا | ہی فخر سلیمان جو کری تیری وزارت
ہی نقش مریدی ترا فرمان الٰہی | ہی داغ غلامی ترا توقیع امارت
تو آب سی گر سلب کری طاقت سیلان | تو آگ سی گر دفع کری تاب شرارت
ڈھونڈی نملی موجۂ دریا مین روانی | باقی نرہی آتش سوزان مین حرارت
ہی گرچہ مجھی نکتہ سرائی مین توغل | ہی گرچہ مجھی سحر طرازی مین مہارت
کیونکر نکرون مدح کو مین ختم دعا پر | قاصر ہی ستایش مین تری میری عبارت
نوروز ہی آج اور وہ دن ہی کہ ہوی ہین | نظارگی صنعت حق اہل بصارت
تجھکو شرف مہر جہانتاب مبارک | غالب کو تری عتبۂ عالی کی زیارت

قطعہ

افطار صوم کی کچھہ اگر دستگاہ ہو
جس پاس روزہ کھولکی کھانیکو کچھہ نہو

گزارش مص

اے شہنشاہ آسمان اورنگ
تھا مین ایک بینوای گوشہ نشین
تمنی مجھکو جو آبرو بخشی
کہ ہوا مجھسا ذرۂ ناچیز
گرچہ از روی ننگ بی ہنری
کہ گر اپنی کو مین کہون خاکی
شاد ہون لیکن اپنی جی مین کہ ہون
خانہ زاد اور مرید اور مداح
بارے نوکر بھی ہوگیا صد شکر
نکہون آپ سی تو کس سی کہون
پیر و مرشد اگرچہ مجھکو نہین
کچھہ تو جاڑی مین چاہیی آخر
کیون نہ درکار ہو مجھی پوشش
کچھہ خریدا نہین ہی اب کی سال
رات کو آگ اور دن کو دھوپ
آگ تاپی کہان تلک انسان
دھوپ کی تابش آگ کی گرمی

اوس شخص کو ضروری نوره کہا کری
روزه اگر نکہای تو ناچار کیا کری

منف بحضور شاه

ای جہاندار آفتاب آثار
بیتا مین ایک ذره مند سینه فگار
ہوئی میری وه گرمی بازار
روشناس ثوابت و سیار
ہون خود اپنی نظر مین آتنا خوار
جانتا ہون که آئی خاک کو عار
بادشه کا غلام کار گذار
تہا ہمیشه سی یه عریضه نگار
نسبتین ہوگئین مشخص چار
مدعای ضروری الاظہار
ذوق آرایش سر و دستار
تاندی باد زمہریر آزار
جسم رکہتا ہون ہی اگرچه نزار
کچہه بنایا نہین ہی اب کی بار
مار مین جائین ایسی لیل و نہار
دہوپ کہا وی کہان تلک جاندار
وہ قار بنا عذاب النار

میری تنخواہ جو مقرر ہے	اوسکی ملنی کا ہے عجب ہنجار
رسم ہی مردہ کی چھ ماہی ایک	خلق کا ہے اسی چلن پہ مدار
مجھکو دیکھو تو ہون بقید حیات	اور چہ ماہی ہو سال مین دو بار
بسکہ لیتا ہون ہر مہینی قرض	اور رہتی ہی سود کی تکرار
میری تنخواہ مین تہائی کا	ہوگیا ہے شریک ساہوکار
آج مجھسا نہین زمانی مین	شاعر نغز گوی خوش گفتار
رزم کی داستان گر سنیے	ہی زبان میری تیغ جوہر دار
بزم کا التزام گر کیجے	ہی قلم میری ابر گوہر بار
ظلم ہے گر ندو سخن کی داد	قہر ہی گر کرو نہ مجھکو پیار
آپ کا بندہ اور پھرون ننگا	آپ کا نوکر اور کھاؤن ادھار
میری تنخواہ کیجے ماہ بماہ	تا نہو مجھکو زندگی دشوار
ختم کرتا ہون اب دعا پہ کلام	شاعری سے نہین مجھے سروکار

تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کی ہون دن پچاس ہزار

قطعات

سیہ گلیم ہون لازم ہی میرا نام نہ لی	جہان مین جو کوئی فتح و ظفر کا طالب ہے
ہوا نہ غلبہ میسر کبھی کسی پہ مجھے	کہ جو شریک ہو میرا شریک غالب ہے

قطعہ

سہل تھا مسہل ولی یہ سخت مشکل آپڑی	مجھ پہ کیا گذری گی اتنی روز حاضر بن ہوے
تین دن مسہل سے پہلی تین دن مسہل کی بعد	تین مسہل تین تبریدین یہ سب کتنی دن ہوے